ماہنامہ

مصباح

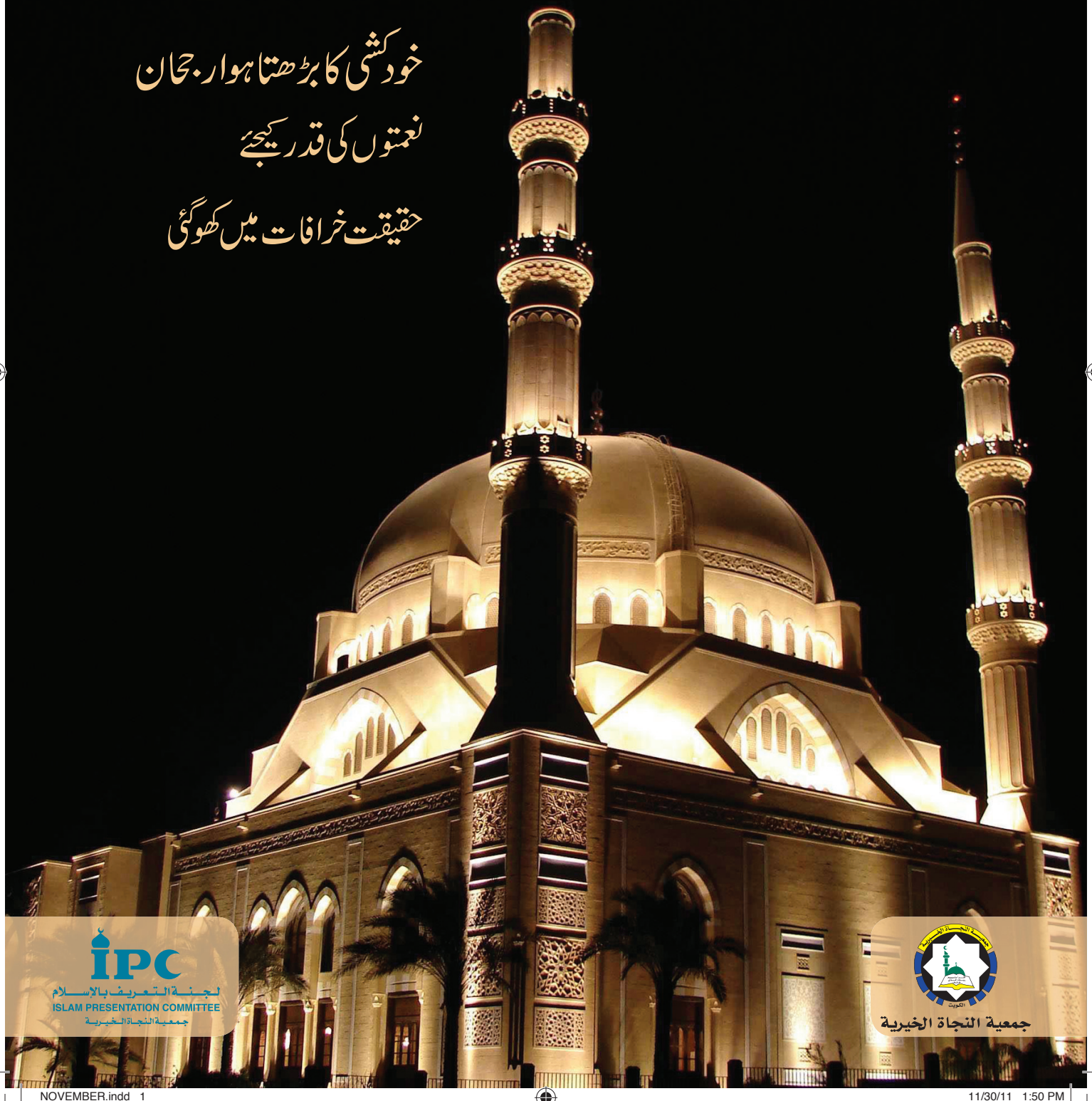
مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

شمارہ:35 نومبر ۲۰۱۱ء بمطابق ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ محرم ۱۴۳۳ھ

خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان

نعمتوں کی قدر کیجئے

حقیقت خرافات میں کھو گئی



IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

NOVEMBER.indd 1 11/30/11 1:50 PM

ہم اپنے اوقات کو کارآمد کیسے بنائیں؟

وقت کو کارآمد اور مفید سے مفید تر بنانے کے لیے بہت سارے میدان ہیں، تاہم مسلمان کو ایسے میدان کا انتخاب کرنا چاہیے جو دینی اعتبار سے زیادہ مناسب ہو۔ ذیل میں ہم ان کی جانب اشارہ کررہے ہیں:

- **قرآن کریم کو سیکھنا اور اس کا حفظ کرنا**: اپنے وقت کے صحیح استعمال کے لیے قرآن کریم کو سیکھنا اور اس کو حفظ کرنا سب سے بہتر عمل ہے۔ نبی ﷺ نے قرآن کریم کو سیکھنے سکھانے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے''۔ (بخاری)
- **طلب علم**: اسلاف کرام طلب علم میں اپنے اوقات کو کارآمد بنانے کے بہت زیادہ حریص ہوا کرتے تھے، وہ جانتے تھے کہ انہیں کھانے پینے سے زیادہ علم کے حصول کی ضرورت ہے۔ طلب علم یا علم کے حصول میں اپنے اوقات کو مفید اور کارآمد بنانے کی مختلف شکلیں ہیں: جن میں اہم دروس اور لیکچرز میں شرکت کرنا، مفید کیسیٹس سننا، فائدہ مند کتابوں کا مطالعہ کرنا اور انہیں خرید کر اپنے پاس جمع کرنا ہیں۔
- **ذکر الٰہی**: ذکر کے علاوہ کوئی ایسا عمل نہیں جو تمام اوقات کو شامل ہو، ذکر ایسا ہرا بھرا، ثمر آور اور آسان تر عمل ہے جس میں ایک مسلمان کو نہ زیادہ مشقت اور تھکن سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور نہ اس کے لیے مال و دولت درکار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''آپ کی زبان برابر اللہ کے ذکر سے تر رہے''۔ (احمد) اس سے بڑھ کر اچھی بات کونسی ہوسکتی ہے کہ مسلمان کا دل اپنے رب کی یاد سے ہمہ وقت معمور رہے، اگر بولے تو اس کی بڑائی اور اگر حرکت کرے تو اسی کے حکم کے مطابق۔
- **نوافل کی کثرت**: یہ عمر میں ملنے والی فرصتوں کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرنے کا اہم میدان اور تزکیۂ نفس کا اہم محرک ہے، نیز کثرت نوافل فرائض میں واقع ہونے والے نقص کی بھرپائی کے لیے سنہرا موقع ہے بلکہ ان سب سے بڑھ کر بکثرت نوافل کی ادائیگی اللہ رب العزت کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے: ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی أحبه (بخاری) ترجمہ: ''اور بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں''۔
- **دعوت الی اللہ**: یعنی نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا: دعوت الی اللہ رسولوں، انبیاء اور پیغمبروں کا طریقہ ہے، ارشاد ربانی ہے:
ترجمہ: ''تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔'' (یوسف 108) اپنے وقت کو دعوت الی اللہ میں استعمال کرکے مفید بنانے کی طلب پیدا کیجئے، چاہے لیکچرز کے ذریعے ہو یا کتابچوں اور کیسیٹس کی تقسیم کے ذریعے یا رشتہ دار، دوست واحباب اور پڑوسیوں کی دعوت کے ذریعے۔
- **رشتے داروں سے ملاقات اور صلہ رحمی**: یہ عمل جنت میں داخلے، رحمت الٰہی کے حصول، عمر میں اضافے اور رزق میں کشادگی کا ذریعہ ہے، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے، اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے رشتے دار کے ساتھ حسن سلوک کرے۔'' (بخاری)
- **روزانہ کے خالی اوقات کا صحیح استعمال**: جیسے نمازوں کے بعد کے اوقات، اذان اور اقامت کے درمیان ملنے والا وقت، تہجد کا وقت اور فجر کے بعد اشراق تک کا وقت یہ وہ اوقات ہیں جو عظیم عبادتوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا بندۂ مومن ان اوقات میں بے پناہ اجر وثواب سے مالا مال ہوسکتا ہے۔
- **فائدہ مند چیزوں کا سیکھنا**: فرصت کے اوقات میں اپنے یا مسلمان بھائیوں کے فائدے کے لیے کمپیوٹر، زبانیں، ٹائپنگ، بجلی کا کام وغیرہ سیکھنا۔

خیر کے کام ان کے علاوہ بھی بیشمار ہیں، جن کے ذریعے آپ اپنے مطلوبہ بنیادی مقاصد کے تئیں اپنے اوقات کو کارآمد بنا سکتے ہیں۔

وقت کو برباد کرنے والی بلائیں

مسلمان کے وقت کو ضائع کرنے والی بہت ساری بلائیں ہیں، جن کا وہ بسا اوقات زندگی بھر یرغمال بنا رہتا ہے، ان میں سے چند اہم یہاں بیان کررہے ہیں:

- **غفلت**: یہ ایسا مرض ہے جس سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد متاثر ہے، اور ان کی اکثریت کو اس کا احساس بھی نہیں ہے۔ قرآن کریم نے بڑی سختی کے ساتھ غفلت سے خبردار کیا ہے بلکہ غافلوں کو جہنم کا ایندھن قرار دیا ہے: ارشاد الٰہی ہے: ترجمہ: ''اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کئے ہیں، ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے، یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (سورۂ اعراف 179)
- **ٹال مٹول**: ٹال مٹول کرنا، آج کا کام کل پر ڈالنا وقت اور عمر کو برباد کرنے والی بلا ہے، افسوس ہے کہ لفظ 'عنقریب' یا 'کچھ ہی دیر بعد' بہت سے مسلمانوں کا شعار اور عادت بن گیا ہے۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں: ''ٹال مٹول یا آج کا کام کل پر ڈالنے سے بچو، کیونکہ تو آج کے لیے ہے اور کل کا کوئی بھروسہ نہیں''۔

لہٰذا میرے مسلمان بھائی! ٹال مٹول سے بچیں، چونکہ کل تک زندہ رہنے کی کوئی ضمانت نہیں، اور اگر کل کی زندگی کی ضمانت مل بھی جائے تو، اچانک بیماری، یا کوئی رکاوٹ، یا کوئی مصیبت سے تو راہ فرار نہیں۔ یاد رکھئے کہ ہر دن کا ایک کام ہے، اور ہر وقت کے تئیں چند ذمہ داریاں ہوتی ہیں، لہٰذا مسلمان کی زندگی میں فرصت کا کوئی وقت نہیں ہے، جبکہ بندگی سے متعلق اعمال میں ٹال مٹول کرنا ان کو چھوڑنے کا عادی بناتا ہے۔

ترجمہ: علاء الدین عین الحق مکی (کویت)
abusafia1996@yahoo.com

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشری" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:35 نومبر ۲۰۱۱ء بمطابق ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ محرم ۱۴۳۳ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

رابطہ کا پتہ
IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT.104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	قلمکاران	صفحہ
تجلیات	حقیقت خرافات میں کھوگئی	صفات عالم محمد زبیر تیمی	2
صدائے عرش	واقعۂ افک	حافظ صلاح الدین یوسف	3
آئینۂ رسالت	بلند ہمتی	صفات عالم محمد زبیر تیمی	3
ایمانیات	آیئے! اپنے ایمان کو تازگی بخشیں	سید عبدالسلام عمری	4
اصلاح معاشرہ	محرم الحرام اور ہمارے سادہ لوح مسلمان	ڈاکٹر فیض احمد بھٹی	5
لمحۂ فکریہ	خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	6
قدرِ نعمت	نعمتوں کی قدر کیجئے	مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی	8
آفاقی پیام	اسلام انسان کی سب سے اہم ضرورت ہے	سید احمد محمدی	10
چراغ راہ	22 لاکھ مربع میل کا عادل حکمراں	حافظ حفیظ الرحمٰن	11
چراغِ منزل	امام حرم مکی فضیلۃ الشیخ اسامہ الخیاط	مبصر الرحمٰن قاسمی	12
نقشِ راہ	یہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے!	محمد آصف ریاض	13
روبرو	مولانا الیاس ندوی بھٹکلی سے ایک ملاقات	محمد خالد اعظمی	14
مناجات	دعا ایک نادیدہ خزانہ ہے	محمد ابرار کلیم القاسمی	16
نکہتِ گل	جیتے ہیں آرزو میں جینے کی.....	اعجاز الدین عمری	17
طب وصحت	فرسٹ ایڈ یا گھریلو علاج	ڈاکٹر بلیغ الدین جاوید	18
خبر ونظر	عالمی خبریں	محمد خالد اعظمی	19
دینی سرگرمیاں	وژن 2016	ادارہ	20
بزم ادب	تیسرا عالمی معاشرہ	ادارہ	21

عزیز قاری!

متنوع اور رنگارنگ موضوعات پر مشتمل نومبر ۲۰۱۱ کا تازہ شمارہ پیش خدمت ہے، امید کہ پچھلے شماروں کے جیسے یہ شمارہ بھی آپ کو پسند آئے گا اور آپ کے دینی ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کرسکے گا۔ ہمیں پورا احساس ہے کہ آپ رسالہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، تاہم آپ کے گرانقدر تاثرات اور قیمتی آراء کا ہمیں شدت سے انتظار رہتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت ہم نے اکتوبر ۲۰۱۱ کے شمارہ میں ایک ریفرنڈم جاری کیا تھا، تاکہ رسالے کو دعوت کے عصری تقاضے کے مطابق مناسب اور دیدہ زیب شکل میں پیش کیا جاسکے۔ ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہوگی کہ آپ اس استصواب رائے میں حصہ لیں اور سوالنامہ میں درج کئے گئے سوالات کے جوابات دے کر رسالہ کے ادارتی بورڈ کو جلد از جلد ارسال کردیں۔ یا کم از کم ہمیں اپنے تاثرات سے نوازیں۔ جواب کا شدت سے انتظار رہے گا

والسلام

ادارہ

ستقرأ في هذا العدد

☆كلمة العدد (أضواء على شهر الله المحرم) ☆ قبس من القرآن الكريم (قصة الافك) ☆ قبس من الأحاديث النبوية (ان الله تعالى يحب معالى الأمور) ☆ فضل شهر الله المحرم ☆ ظاهرة الانتحار في ضوء الكتاب والسنة ☆ عالمية النظام الاسلامي ☆ الاسلام حاجة البشرية جمعاء ☆ نبذة عن سيرة سيدنا عمر بن الخطاب رضي الله عنه ☆ نبذة عن سيرة امام الحرم المكي أسامة الخياط ☆ لا أعرف الفراغ في حياتي ☆ حوار مع الداعية الياس الندوي ☆ الدعاء سلاح المؤمن ☆ أوراق ذهبية ☆ الطب والصحة ☆ أخبار العالم الاسلامي ☆ أنشطة اللجنة ☆ ساحة الشعر والادب

حقیقت خرافات میں کھوگئی

حقیقت اور خرافات دو الگ الگ اور متضاد چیزیں ہیں جن کا بیک وقت ایک ساتھ اکٹھا ہونا اجتماع ضدین ہے۔ البتہ حق و باطل کی معرکہ آرائی میں وقتی طور پر حقیقت خرافات میں کھو جاتی ہے۔ ایسا ہر دور میں ہوتا آیا ہے اور آج بھی ہو رہا ہے، اسلام سب سے پہلا مذہب ہے اور اس کی سب سے پہلی دعوت توحید ہے اس کے باوجود شیاطین جن وانس نے ہر دور میں انسانوں کو شرک کا آلۂ کار بنائے رکھا اور حقیقت خرافات میں کھوتی رہی، اسی حقیقت کی دبیز تہہ سے پردہ اٹھانے کے لیے ہر دور میں انبیائے کرام مبعوث کئے گئے۔ لاکھوں انبیائے کرام کی دعوت کے باوجود رحمت عالم ﷺ کی بعثت کے وقت سارا عالم کفر و بت پرستی سے جوجھ رہا تھا محض اس بنیاد پر کہ حقیقت خرافات میں کھو چکی تھی، ہمارے آقا نے اپنی نبوت کی 23 سالہ زندگی میں حقیقت اور خرافات کا ایسا واضح تصور پیش کر دیا کہ اس کی رات بھی دن کی مانند ہوگئی لیکن بُرا ہو جہالت اور ہوائے نفس کا کہ مرور ایام کے ساتھ یہ امت اپنے نبی کی تعلیمات سے دور ہوتی گئی، امت کا ایک بڑا طبقہ گمراہی کا شکار ہوگیا پھر حقیقت کی جگہ پر خرافات کو فروغ ملنے لگا اور روایات کی گرم بازاری ہوگئی۔ آج برصغیر پاک و ہند میں ایسے بے شمار اعمال وتصورات پائے جاتے ہیں جو حقیقت میں ایجاد بندہ ہیں لیکن دین کے نام پر مسلم معاشرے کا حصہ بن چکے ہیں۔

ابھی ہمارے سروں پر محرم الحرام کا مہینہ سایہ فگن ہے، جو حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے جس میں بالخصوص اللہ پاک نے اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے منع کیا ہے، (سورۃ التوبۃ 18) جس میں ہمارے حبیب کی سنت یہ ہے کہ بکثرت روزے کا اہتمام کیا جائے خاص طور پر عاشوراء کے دن اس تاریخی واقعہ کو تازہ کرتے ہوئے روزہ رکھا جائے جس دن اہل حق فتح وکامرانی سے سرخرو ہوئے اور اہل باطل کی شب تاریک کا خاتمہ ہوا، جس دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے چنگل سے نجات ملی تھی اور فرعون اپنے لاؤلشکر سمیت دریائے نیل میں غرقاب ہوکر ہمیشہ کے لیے عبرت کا سامان بنا تھا، چنانچہ ہر دور میں اللہ والوں نے اس دن روزہ رکھنے کا اہتمام کیا..... یہی حقیقت ہے عاشورہ کی اور بس۔

لیکن اللہ کی مشیت ہوئی کہ سن ۶۱ ھ میں عاشورہ ہی کے دن ایک جگر خراش اور دل دوز حادثہ پیش آیا یعنی جگر گوشۂ بتول اور نواسۂ رسول سیدنا حسین ﷺ میدان کربلا میں شہید ہوکر زندہ وجاوید بن گئے۔ یہیں سے تاریخ نے ایسا رخ بدلا کہ پچھلی ساری حقیقتیں ذہنوں سے اوجھل ہوگئیں اور اس امت کا ایک طبقہ روایات میں کھو کر رہ گیا، چنانچہ اگر ایک طرف قاتلان حسین نے اچھے ملبوسات زیب تن کرنے، اچھے کھانے پکانے اور سرمہ لگانے کی بدعت ایجاد کی تو دوسری طرف سیدنا حسین ﷺ سے محبت کا دعوی کرنے والوں نے اس دن کو رنج والم کا دن قرار دیا۔ بدقسمتی سے اہل سنت کے جاہل عوام میں یہ تصورات نفوذ کر گئے، اب ان میں کا ایک طبقہ عاشورہ کے سلسلے میں نبوی طریقہ کو فراموش کر کے بدعی طریقہ کا قائل اور عامل ہے حالانکہ سنت کا طریقہ یہ تھا کہ اس دن روزہ رکھا جائے۔

حقیقت خرافات میں کھوگئی　　یہ امت روایات میں کھوگئی

اہل بیت سے محبت ایمان کی علامت ہے، اور شہادت حسین ﷺ کے دردناک اور کربناک واقعے کو سن کر امت مسلمہ کا ہر فرد بے چین اور مضطرب ہوجاتا ہے، آنکھیں اشک بار اور دل بے قرار ہوجاتا ہے لیکن ایک مسلم پر لاکھ پریشانیاں آجائیں وہ شرعی حدود کو تجاوز نہیں کرسکتا، شریعت نے مصیبت کے وقت صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور سینہ کوبی اور ماتم وشیون سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے (بخاری ومسلم) پھر شریعت نے میت پر سوگ منانے کی مدت تین دن ہی رکھی ہے، سوائے اس عورت کے جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہو، کیونکہ وہ چار مہینے اور دس دن سوگ منائے گی۔ (بخاری ومسلم) حالانکہ شہادت حسین کو ایک زمانہ بیت گیا آخر اب تک نوحہ اور ماتم کرنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے؟ اور تاریخ میں محض شہادت حسین ﷺ کا ہی واقعہ پیش نہیں آیا بلکہ ان سے پہلے بھی سیدنا حسین ﷺ کے والد سیدنا علی ﷺ نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کردئے گئے جو سب کے نزدیک حضرت حسین ﷺ سے افضل تھے، ان سے پہلے تیسرے خلیفہ عثمان ذوالنورین ﷺ کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا جو حضرت علی ﷺ سے بہرحال افضل تھے، ان سے پہلے خسر رسول حضرت عمر فاروق ﷺ کی شہادت کا عظیم سانحہ اسی محرم کی یکم تاریخ کو پیش آیا لیکن ان سب کے یوم شہادت کو ماتم کا دن نہیں بنایا گیا۔

زندہ قومیں ہمیشہ اپنے نئے سال کا استقبال عزم اور حوصلہ کے ساتھ کرتی ہیں، اپنی غلطیوں پر رونے اور ماتم کرنے کی بجائے ہمت اور استقلال کے ساتھ آنے والے سال کے لیے پلاننگ کرتی ہیں۔ یہی دانشمندانہ قدم ہے ورنہ ماضی کی غلطیوں پر آنسو بہانا اور سال کا آغاز ہی نوحہ وماتم سے کرنا شکست خوردہ قوموں کی پہچان ہے۔ افسوس کہ اہل سنت کی ایک اچھی خاصی تعداد اس دن روزہ رکھنے کی بجائے تعزیہ داری اور نوحہ خوانی کرتی اور اس طرح کے جلوسوں میں تماشہ بیں کی حیثیت سے شریک ہوتی ہے۔

آج ضرورت ہے کہ ہمارے خطباء اور واعظین عوام الناس کے سامنے اس مناسبت سے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بیان کریں، ہجرت مصطفیٰ اور اس سے حاصل ہونے والے اسباق پر گفتگو کریں، محرم الحرام کی فضیلت پر روشنی ڈالیں اور واقعہ کربلا میں جو رنگ آمیزی کی گئی ہے اس کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کریں تاکہ حقیقت بے غبار ہوکر سب کے سامنے آسکے۔

صفات عالم محمد زبیر تیمی

safatalam12@yahoo.co.in

NOVEMBER.indd 2　　11/30/11 1:51 PM

حافظ صلاح الدین یوسف

واقعۂ افک

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ، لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ﴾ (سورۃ النور 11۔12)

ترجمہ: ''جولوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں، یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔ تم اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور ان میں سے بہت بڑے حصے کو سرانجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت بڑا ہے۔ اسے سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔''

تشریح: پیش نظر آیات میں اشارہ واقعۂ افک کی طرف ہے جس میں منافقین نے حضرت عائشہؓ کے دامنِ عفت کو داغدار کرنا چاہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت عائشہؓ کی براءت نازل فرما کر ان کی عفت اور پاک دامنی کو واضح تر کر دیا۔ مختصراً واقعہ یوں ہے کہ حکمِ حجاب کے بعد غزوۂ بنی المصطلق (مریسیع) سے واپسی پر نبی ﷺ اور صحابہ کرام نے مدینہ کے قریب ایک جگہ قیام فرمایا: صبح کو جب وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت عائشہؓ کا ہودج بھی، جو خالی تھا، اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المومنینؓ اس کے اندر ہی ہوں گی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ درآں حالیکہ حضرت عائشہؓ اپنے ہار کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں، جب واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا، تو یہ سوچ کر وہیں لیٹ رہیں کہ جب ان کو میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو تلاش کے لیے واپس آئیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد صفوان بن معطل سلمیؓ آ گئے، جن کی ذمہ داری یہی تھی کہ قافلے کی رہ جانے والی چیزیں سنبھال لیں، انہوں نے حضرت عائشہؓ کو حکم حجاب سے پہلے دیکھا ہوا تھا، انہیں دیکھتے ہی انا للہ الـــــخ پڑھا اور سمجھ گئے کہ قافلہ غلطی سے یا بے علمی میں حضرت ام المومنینؓ کو یہیں چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے انہیں اپنے اونٹ پر بٹھایا اور خود نکیل تھامے پیدل چلتے قافلے کو جا ملے۔ منافقین نے جب حضرت عائشہؓ کو اس طرح بعد میں اکیلے حضرت صفوانؓ کے ساتھ آتے دیکھا تو اس موقع کو بہت غنیمت جانا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا کہ یہ تنہائی اور علیحدگی بے سبب نہیں اور یوں انہوں نے حضرت عائشہؓ کو حضرت صفوانؓ کے ساتھ مطعون کر دیا، درآں حالیکہ دونوں ان باتوں سے یکسر بے خبر تھے۔ بعض مخلص مسلمان بھی منافقین کے اس پروپگنڈے کا شکار ہو گئے، مثلاً حضرت حسان، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنھم (اس واقعہ کی پوری تفصیل صحیح بخاری میں موجود ہے) نبی ﷺ پورے ایک مہینے تک، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے براءت نازل نہیں ہوئی، سخت پریشان رہے اور حضرت عائشہؓ لاعلمی میں اپنی جگہ بے قرار و مضطرب رہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اسی واقعے کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اس کے بعد ان پہلوؤں کو نمایاں کیا جا رہا ہے جو اس واقعے میں مضمر ہیں۔ ان میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اہل ایمان ایک جان کی طرح ہیں، جب حضرت عائشہؓ پر اتہام طرازی کی گئی تو تم نے اپنے پر قیاس کرتے ہوئے فوراً اس کی تردید کیوں نہ کی اور اسے بہتان صریح کیوں قرار نہیں دیا؟..... اسی لیے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جو نام نہاد مسلمان حضرت عائشہؓ پر بے حیائی کا الزام عائد کرے وہ کافر ہے کیوں کہ وہ اللہ کی اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔

صفات عالم محمود زبیر تیمی

بلند ہمتی

عن حسین بن علی رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : ان اللہ تعالی یحب معالی الامور و أشرافھا ویکرہ سفسافھا (صحیح الجامع للالبانی ،حدیث رقم 1890)

ترجمہ: حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بلند اور معزز کاموں کو پسند فرماتا ہے اور گھٹیا کاموں کو ناپسند کرتا ہے۔''

تشریح: ایک مومن بلند ہمت ہوتا ہے، وہ پست ہمتی سے کوسوں دور رہتا ہے، اس کی نظر اعلیٰ اور اشرف کاموں پر ہوتی ہے، وہ گھٹیا کاموں کے پیچھے نہیں لگتا، وہ بیکار اور لایعنی کاموں میں اپنے اوقات ضائع نہیں کرتا، وہ کم پر راضی نہیں ہوتا جبکہ زیادہ کا حصول ممکن ہو، ہمارے لیے پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں اولوالعزمی اور بلند ہمتی کا بہترین نمونہ ہے جنہوں نے کفر و شرک کی شب تاریک میں تنہا دعوت کا آغاز کیا تھا، ہر طرف سے مخالفت ہوئی، ہر طرح سے مشق ستم بنایا گیا لیکن آپ کی ہمت مزید دوبالا ہوتی گئی یہاں تک کہ جان جان آفریں کو سپرد کر دی۔

ایک انسان کا حقیقی امتیاز اس میں نہیں ہے کہ اس نے کس قدر عمریں پائیں بلکہ حقیقی امتیاز اس میں ہے کہ اس نے اس مدت میں دین کے لیے کتنا کام کیا اور کس حد تک دین کی خدمت انجام دی۔ بندۂ مومن کا مطمح نظر دنیا کے بجائے آخرت ہوتا ہے، اس لیے وہ دنیا کے معاملے میں کم پر قناعت کر سکتا ہے لیکن آخرت کے معاملے میں اس کی نگاہ ہمیشہ بلند ہوتی ہے، یہی وہ نکتہ تھا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جب تم اللہ پاک سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگو''..... چنانچہ آپ کے عالی ہمت اصحاب نے اس نکتہ کو بخوبی اپنی عملی زندگی میں جگہ دی۔

☆ حضرت ابوبکرؓ محض ڈھائی سال تک حکومت کرتے ہیں لیکن اس مختصر مدت میں فتنۂ ارتداد کی سرکوبی اور قرآن کریم کو یکجا کر کے دوبارہ امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیتے ہیں۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ ساڑھے دس سال کی مدتِ خلافت میں شمال سے لے کر جنوب تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک اسلام کا جھنڈا لہرا دیتے ہیں یہاں تک کہ وقت کی دو سپر پاور طاقتیں روم و ایران اسلامی خلافت کے زیر نگیں ہو جاتی ہیں۔

☆ سعد بن معاذؓ جو 30 سال کی عمر میں اسلام قبول کرتے ہیں اور 36 سال کی عمر میں وفات پا جاتے ہیں، محض چھ سال کی مدت میں انہوں نے آخر کونسی نیکی کر لی کہ ان کی موت پر عرش الٰہی لرزنے لگتا ہے۔

☆ عمر بن عبدالعزیزؒ نے صرف ڈھائی سال تک حکومت کی لیکن اس مدت میں انہوں نے حکومت کے نظم و نسق کو ایسا مثالی بنا دیا کہ خلفائے راشدین کی یاد تازہ ہونے لگی۔

جی ہاں! ایک مسلمان اپنی ذات میں ایک انجمن ہے، اسے انسانوں کے لیے وجود میں لایا گیا ہے، اب اگر وہ سستی کرنے لگ جائے اور کاہلی کا شکار ہو جائے تو انسانیت کی رہبری کون کرے گا؟ افسوس کہ آج ہماری نئی نسل پست ہمت اور کام چور بنتی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے اعلیٰ کردار کے حامل اور نمایاں کارکردگی انجام دینے والے افراد مسلم معاشرے میں کم ہوتے جا رہے ہیں۔

آج ضرورت ہے کہ زیر نظر حدیث کے مطابق مسلم معاشرے کے افراد کی ذہن سازی کی جائے تاکہ وہ زندگی کے ہر میدان میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں۔

NOVEMBER.indd 3 11/30/11 1:51 PM

محرم الحرام اور ہمارے سادہ لوح مسلمان

ڈاکٹر فیض احمد بھٹی
(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

ابھی ہم جس ماہ مبارک سے گذر رہے ہیں، یہ محرم الحرام کا مہینہ ہے۔ اس مہینے کے فضائل و مسائل کئی وجوہات سے نمایاں ہیں۔

☆ ایک تو اس اعتبار سے کہ اسلامی مہینوں کی ابتدا اسی محرم الحرام سے ہوتی ہے۔

☆ دوسرے اس مہینے کی منقبت وفضیلت میں یہ پہلو بھی ہے کہ یہ اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت وعزت والا قرار دیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿انّ عدّة الشهور عند اللّٰه اثنا عشر شهراً فی کتاب اللّٰه یوم خلق السموت والأرض منها أربعة حرم ذلک الدین القیّم فلا تظلموا فیهن أنفسکم وقاتلوا المشرکین کافّة کما یقاتلونکم کافّة واعلموا أن اللّٰه مع المتقین﴾[سورہ توبہ: ۳۶]

ترجمہ: ''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ اسی دن سے ہے، جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا۔ اُن میں سے چار حرمت وعزت والے ہیں، یہی صحیح دین ہے۔ تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تمام مشرکوں سے جہاد کرو، جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

☆ تیسرے اس لحاظ سے بھی یہ مہینہ بڑی اہمیت والا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ اگر کسی مہینے کے روزوں کو افضل قرار دیا گیا ہے، تو وہ ماہِ محرم کے اندر رکھے جانے والے روزے ہیں، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: ﴿أفضل الصیام بعد رمضان شهر اللّٰه المحرم﴾[صحیح مسلم] ''رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔''

☆ چوتھے اس اعتبار سے بھی یہ مہینہ بہت مبارک ہے کہ اس میں یوم عاشورا کا روزہ رکھنا بھی مسنون ہے، جس سے گزشتہ ایک سال کے (صغیرہ) گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: ﴿صیام یوم عاشوراء انی أحتسب علی اللّٰه أن یکفّر السنة التی قبله﴾[صحیح مسلم] ''یوم عاشورا کا روزہ رکھنا مجھے اللہ پر امید ہے کہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔''

بلکہ قرآنِ مجید کی آیت مذکورہ میں جو اہم ترین نکتہ بیان کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ اس مہینے میں کسی قسم کا ظلم وستم نہ کیا جائے۔ چونکہ لفظِ ظلم اپنے اندر تمام قسم کے مظالم کو سموئے ہوئے ہے، لہٰذا کسی قسم کا بھی ظلم کرنا اس مہینے میں ممنوع ہے۔ خواہ اُس ظلم کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہو، جیسے شرک والحاد کرنا یا نبی کریم ﷺ کی ذات کے ساتھ ہو، جیسے بدعات وخرافات کرنا یا دین کے ساتھ ہو، جیسے اوامر و نواہی سے پہلوتہی کرنا یا اُس ظلم کا تعلق انسانوں سے حتیٰ کہ اپنی جانوں سے ہی کیوں نہ ہو، جیسے حقوق العباد کی پامالی کرنا!

الغرض اس ماہِ مقدس میں کسی بھی صورت میں ظلم وستم کرنا نصوص قرآنی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس!! ان تمام فضائل ومسائل کو جاننے کے باوجود ہمارے سادہ لوح مسلمان اس مہینے میں ان مذکورہ انواعِ ظلم کو مختلف انداز میں اختیار کرتے ہیں، مثلاً غیر اللہ کے نام پر نذرونیاز دینا، سبیلیں لگانا، قبروں کی زیارت کرنا اور وہاں چراغاں کرنا، شبیہیں بنا کر مدد طلب کرنا، تاریخی حقائق کو مسخ کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی اہانت کرنا، شہدائے کربلا کا خلافِ سنت لمبا سوگ کرنا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے:

(لاتُحدّ المرأةُ علی میّتٍ فوق ثلاثٍ الاعلی زوجٍ، فانها تُحدُّ علیه أربعة أشهرو عشراً)

[صحیح بخاری و صحیح مسلم]

''عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، ہاں خاوند پر وہ چار ماہ دس دن (تک) سوگ کرے گی۔ اور پھر چھریوں سے خود کو لہولہان کرنا، زنجیرزنی کرنا، سینہ کوبی کرنا، نوحہ کرنا، یہ سب کچھ انتہائی قسم کے ظلم ہیں۔ جبکہ نصِ قرآنی ﴿فلا تظلموا فیهن أنفسکم﴾ ''اپنے آپ پر ظلم نہ کرو'' اور احادیثِ رسول ﷺ

> ''رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع فرمایا ہے'' (بخاری ومسلم)

ا۔(لیس منامن ضرب الخدود أوشق الجیوب أودعا بدعوی الجاهلیة)[صحیح مسلم] ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو چہروں کو پیٹے یا گریبان کو پھاڑے یا جاہلیت کی سی پکار کرے۔''

۲۔(انی بریٌٔ من الصالقة والحالقة والشاقّة) [صحیح بخاری] ''میں اونچی آواز کرنے والی، سر کے بال نوچنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے بری ہوں۔''

۳۔(من نیح علیه فانّه یعذّب بما نیح علیه یوم القیامة)[صحیح مسلم] ''جس پر بین کیا جائے، قیامت کے دن اس بین کی وجہ سے اس کو عذاب ہوگا۔''

کے مطابق یہ عمل انتہائی قبیح اور مذموم ہے اور پھر اس مہینے میں سب سے خطرناک بدعت ''الغلوّ فی حب الحسین وفی عداوته'' یعنی اس مہینے میں مسلمان دو قسموں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک وہ، جو حضرت حسینؓ کی محبت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو عداوت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ اسی کا نام افراط وتفریط ہے، جو کہ شریعت اسلامیہ میں بالکل جائز نہیں۔ کیونکہ آپؐ نے حکماً فرمایا: (لاتطرونی کما أطرت النصاریٰ ابن مریم فانما أنا عبد فقولوا عبد اللّٰه ورسوله)[صحیح بخاری]

ترجمہ: ''مجھے حد سے نہ بڑھا دینا، جس طرح عیسائیوں نے ابنِ مریم، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حد سے بڑھا دیا تھا۔ میں اُس کا بندہ ہوں۔ پس مجھے اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول کہو۔''

جب رسول اکرم ﷺ کی ذات کے بارے میں غلو، یعنی حد سے زیادہ بڑھنا جائز نہیں، تو پھر کسی دوسرے کے بارے میں یہ کام کیسے جائز ہو سکتا ہے؟؟؟

علاوہ ازیں بہت سے ایسے امورِ سیّئہ ہیں، جن کا اس مہینے میں ارتکاب کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے اس موضوع کی حامل بڑی کتب کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے امتِ اسلامیہ کو ہر قسم کی بدعت وضلالت سے محفوظ رکھے، کیونکہ کل بدعةٍ ضلالة وکل ضلالةٍ فی النار!!!

NOVEMBER.indd 4 11/30/11 1:51 PM

ایمانیات

آخری قسط

آیئے! اپنے ایمان کو تازگی بخشیں

سید عبدالسلام عمری (کویت)
abdussalamsyed@ymail.com

توحید سے متعلقہ بنیادی عقائد کا تتمہ پیش خدمت ہے جس کے مطالعہ سے فی الواقع ایمان میں تازگی اور شادابی آتی ہے :

(8) وسیلہ :

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وابتغوا الیہ الوسیلۃ﴾ (المائدۃ:35) یعنی اس کا قرب تلاش کرو۔

وسیلہ کہتے ہیں: ایسی چیز کو جو کسی مقصد کے حصول یا اسکے قرب کا ذریعہ ہو، اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو کا مطلب ایسے اعمال اختیار کرو؛ جس سے تمہیں اللہ کی رضا اور قرب حاصل ہوجائے۔ امام شوکانیؒ کہتے ہیں: ان الوسیلہ التی ھی القربۃ تصدق علی التقوی و علی غیرھا من خصال الخیر التی یتقرب العباد بھا الی ربھم .

یعنی وسیلہ دراصل تقوی اختیار کرنے اور خیر کے اعمال کے ذریعہ اللہ تعالی کی قربت حاصل کرنے کا نام ہے۔

اسی طرح منہیات ومحرمات کے اجتناب سے بھی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے منہیات ومحرمات کا ترک بھی قرب الہی کا وسیلہ ہے۔

لیکن کچھ نادان لوگوں نے اس حقیقی وسیلہ کو چھوڑ کر مزاروں میں مدفون لوگوں کو اپنا وسیلہ سمجھ لیا ہے۔ جس کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں۔ البتہ حدیث میں اس مقام محمود کو بھی وسیلہ کہا گیا ہے، جو آخرت میں نبی رحمت ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اذان کے بعد میرے لیے دعائے وسیلہ کرے گا، وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا''۔ (بخاری ومسلم)

وسیلہ کی دو قسمیں ہیں۔ ☆ مشروع وسیلہ ☆ غیر مشروع وسیلہ

مشروع وسیلہ : (۱) انسان اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ ہی کے ناموں اور صفات کا استعمال کرے۔ مثلا یا رحمان، یا کریم، یا ذا الجلال والاکرام وغیرہ

> لیکن کچھ نادان لوگوں نے اس حقیقی وسلیہ کو چھوڑ کر مزاروں میں مدفون لوگوں کو اپنا وسیلہ سمجھ لیا ہے۔ جس کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں

(۲) نیک اعمال کے ذریعہ وسیلہ جیسا کہ تین غاروالوں کے قصہ میں آیا ہے۔

(۳) کسی زندہ صالح بزرگ کی دعا کے ذریعہ وسیلہ۔

غیر مشروع وسیلہ: ان تینوں کے علاوہ کسی بھی قسم کا وسیلہ جائز نہیں، مثلا مردوں کو وسیلہ بنانا یا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء وصالحین کے صدقے یا طفیل دعا کرنا وغیرہ

(9) مردوں سے دعا اور مزاروں کا طواف:

اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿و ما یستوی الاحیاء و لا الاموات . ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور﴾ (فاطر: 22)

ترجمہ: ''اور زندہ اور مردہ برابر نہیں کر سکتے، اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔''

کئی مسلم ممالک میں قبروں کا طواف عام ہے، جو کہ غیر مسلموں کی تقلید کا نتیجہ ہے اور ایسا کرنا حرام ہے جبکہ اللہ تعالی نے صرف اپنے گھر کا طواف کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے و لیطوفوا بالبیت العتیق (الحج:۲۹) ''اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔''

معلوم ہوا کہ قبروں کے اطراف طواف کرنا سراسر شرک ہے۔ دنیا بھر میں اگر طواف کہیں ہوسکتا ہے تو صرف اور صرف کعبہ کا ہوگا جو اللہ کا گھر ہے۔ جس کے برابر اوپر ساتویں آسمان میں بیت المعمور ہے اور بیت المعمور کے برابر اوپر اللہ تعالی کا عرش ہے۔ اور کعبہ کے طواف کا جو حکم آیا ہے وہ اللہ کی عبادت کی نیت سے ہوگا نہ کہ گھر کی۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے: فلیعبدوا رب ھذا البیت (قریش:۳) ''پس انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کریں''۔

(10) ریا کاری

اللہ تعالی نے فرمایا: ''اور وہ جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الہی تو یونہی برائے نام کرتے

> ''اور زندہ اور مردہ برابر نہیں کر سکتے، اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔'' (فاطر: 22)

ہیں۔'' (النساء:۱۴۳)

اس آیت میں ریا کاری کو منافقین کی صفت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ مجھے تم پر مسیح الدجال سے بڑھ کر کس کا ڈر ہے؟ صحابہؓ نے کہا، ضرور بتایئے یا رسول اللہ! آپ نے کہا، شرک خفی۔ آدمی کھڑا ہوتا ہے، نماز پڑھتا ہے، اور نماز کو بڑے سلیقے سے ادا کرتا ہے، وجہ یہ ہوتی ہے کہ کوئی اور آدمی اسکو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

اخیر میں قرآن کی ایک آیت اور پیارے نبی ﷺ کی ایک حدیث پر اپنی بات ختم کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی چھوٹے اور بڑے ہر طرح کی شرکیات سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

آیت : ﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد . فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا﴾ (الکھف: ۱۱۰)

ترجمہ: "آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود ایک ہی معبود ہے۔ تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے، اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے''۔

حدیث : من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنہ ومن لقیہ یشرک بہ شیئا دخل النار (صحیح البخاری) "جو اللہ سے اس حالت میں جا ملے کہ وہ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ جانا ہو تو اللہ اسکو جنت میں داخل فرمائیگا اور جو اللہ سے اس حالت میں ملے کہ وہ اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مانا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔""

NOVEMBER.indd 5 11/30/11 1:51 PM

خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

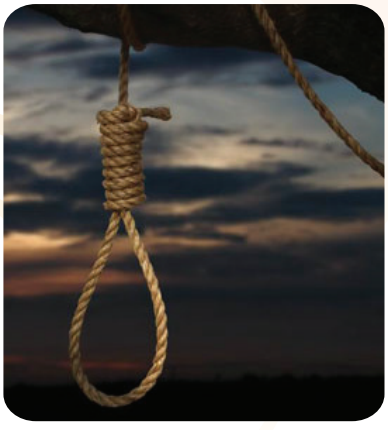
زندگی بہت بڑی نعمت ہے، ایسی نعمت جس کا کوئی بدل نہیں، جو جانے کے بعد واپس نہیں آتی، انسان یہ نعمت اپنی محنت اور کدوکاوش سے حاصل نہیں کرتا بلکہ کائنات کے رب کا عطیہ ہے، ایسا عطیہ جو علم وتحقیق کی اتنی ترقی کے باوجود ایک سربستہ راز ہے، علم وسائنس کی ترقی اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ انسان اپنے ایک ایک عضو کے بارے میں جاننے لگا ہے کہ وہ اس کا حجم کتنا ہے؟ سر کے بال سے پاؤں کے ناخن تک اس نے بدن کے ایک ایک انگ اور رگ وریشہ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے، لیکن آج بھی عقل اس گرہ کو کھولنے سے عاجز ہے اور قدرت کے رازِ سربستہ سے پردہ اٹھانے میں ناکام ہے کہ آخر روح کی حقیقت کیا ہے؟ یہ جسم میں کیوں کر آتی ہے اور کہاں سے آتی ہے؟ پھر کس طرح چپ چاپ جسم کو داغِ فراق دے کر چلی جاتی ہے کہ نہ کوئی ہاتھ ہے جو اسے تھام سکے، نہ کوئی حساس سے حساس مشینی آلات ہیں، جو اس کو گرفتار کر سکیں یا کم سے کم اس کی حقیقت کا ادراک ہی کر لیں، انسان کی یہ مجبوری اور علمی بے بسی خدا کا یقین دلاتی ہے اور ایمان میں تازگی پیدا کرتی ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ آپ سے روح (زندگی) کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرمادیں کہ یہ میرے رب کے حکم اور فرمان سے عبارت ہے۔ ”قُلِ الرُّوحُ مِن اَمرِ رَبِّی“۔ (بنی اسرائیل:85)

پس انسان اپنی ”زندگی“ کا خود مالک نہیں ہے بلکہ امین ہے، زندگی اس نے حاصل نہیں کی ہے، بلکہ اسے عطا فرمائی گئی ہے، یہ اس کے پاس خالق کائنات کی امانت ہے اور ممکن حد تک اس کی حفاظت اس کی ذمہ داری ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بیماری کا علاج کرنے کی تاکید فرمائی، خود آپ ﷺ نے اپنا علاج کرایا اور اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ علاج کرانا توکل کے خلاف نہیں، کیوں کہ توکل اور قناعت کے اعلیٰ درجہ پر حضراتِ انبیائے کرام فائز تھے اور وہ علاج بھی کراتے تھے اور حفظانِ صحت کے اُصول کی رعایت بھی کرتے تھے۔

کوئی بھی ایسا عمل جو انسانی صحت یا زندگی کے لیے مضرت رساں ہو اور انسانی زندگی کو خطرہ میں ڈال سکتا ہو، جائز نہیں، آپ ﷺ نے ہر ایسی چیز کے کھانے سے منع فرمایا، جو نشہ آور یا جسم کو نقصان پہنچانے والی ہو۔ جسم کے لیے مضرت رساں چیزوں کے کھانے کی ممانعت تو ظاہر ہے کہ صحت اور زندگی کے تحفظ کے لیے ہے، لیکن نشہ آور چیزوں سے منع کرنے کی وجہ جہاں یہ ہے کہ اس سے انسان کی عقل وفہم پر زد پڑتی ہے اور بہت سے اخلاقی مفاسد اس کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، وہیں یہ بھی ہے کہ یہ ایک میٹھا زہر ہے جو موت کی طرف زندگی کے سفر کی رفتار کو بڑھا دیتا ہے۔

اسی لیے فقہاء نے نباتات میں ایسی چیزوں کے کھانے کو ناجائز قرار دیا ہے، جو زہر کے قبیل سے ہو اور انسانی زندگی کے لیے خطرہ کا باعث ہوسکتی ہو۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ: 3/506)

اسلام تو اللہ کی عبادت اور بندگی میں بھی ایسے غلو کو پسند نہیں کرتا کہ انسان اپنی صحت کو برباد کرلے اور جان جوکھم میں ڈالے، عہد نبوی ﷺ میں بعض حضرات نے یہ معمول بنالیا تھا کہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے اور دن میں روزہ رکھتے، ایک صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس سے منع کیا اور فرمایا: تم پر تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے، تمہارے اپنے وجود کا بھی حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے، اس لیے کبھی روزہ رکھو اور کبھی نہ رکھو، نماز بھی پڑھو اور سونے کا بھی اہتمام کرو، حضور ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے نقطۂ نظر کو درست قرار دیا اور تصویب فرمائی، (بخاری: 1/264) آپ ﷺ نے جان بچانے کے لیے دوا کے طور پر ایسی چیزوں کے استعمال کی بھی اجازت دی جو اصلاً ناجائز اور حرام ہیں۔ (بخاری: 1/46)



یہ اور اس طرح کی اسلامی تعلیمات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جیسے اسلام نے دوسروں کی جان بچانے کا حکم دیا ہے، اسی طرح انسان پر یہ بات بھی واجب ہے کہ وہ بہ حد امکان اپنی جان کی حفاظت کرے، کیوں کہ زندگی اس کے پاس اللہ کی امانت ہے اور امانت کی حفاظت اسلامی، اخلاقی اور انسانی فریضہ ہے، اسی لیے اسلام کی نگاہ میں ”خودکشی“ بہت بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے، ایسا گناہ جو اس کو دنیا سے بھی محروم کرتا ہے اور آخرت سے بھی، خود قرآن مجید نے خودکشی سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہے: ”ولا تقتلوا أنفسكم“ (النساء:29) پیغمبر اسلام ﷺ کے متعدد ارشادات ہیں جن میں نہایت سختی اور تاکید کے ساتھ خودکشی کو منع فرمایا گیا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں بھی اسی طرح ہمیشہ گرتا رہے گا اور جس شخص نے لوہے کی ہتھیار سے خود کو ہلاک کیا وہ دوزخ میں بھی ہمیشہ اپنے پیٹ میں ہتھیار گھونپتا رہے گا“۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ ”گلا گھونٹ کر خودکشی کرنے والا جہنم میں ہمیشہ گلا گھونٹتا رہے گا اور اپنے آپ کو نیزہ مار کر ہلاک کرنے والا دوزخ میں بھی ہمیشہ اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔“ (بخاری)

حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور صاحب نے مدینہ ہجرت کی، وہ دوسرے صاحب بیمار پڑ گئے، تکلیف کی شدت کے باعث ان سے صبر نہ ہوسکا اور ایک ہتھیار سے اپنی اُنگلیوں کے جوڑ کاٹ لیے، رگیں کٹ گئیں اور خون اتنا بہہ گیا کہ انتقال ہوگیا، حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہتر حالت میں ہیں، لیکن ان کے ہاتھ ڈھکے ہوئے ہیں، حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ان صاحب نے کہا: اللہ نے ہجرت کی وجہ سے مجھے معاف کردیا؛ لیکن میرے ہاتھوں کے بارے میں فرمایا گیا

NOVEMBER.indd 6 11/30/11 1:51 PM

کہ جس چیز کو تم نے خود بگاڑ لیا ہے، میں اسے درست نہیں کرسکتا، حضرت طفیل نے یہ خواب حضور ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے دعاء فرمائی کہ بارالہا! ان کے ہاتھوں کو بھی معاف فرمادے! (مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ)

صحابی رسول حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے کی قوموں میں ایک شخص کو زخم تھا، وہ تکلیف برداشت نہ کرسکا، چھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا، خون تھم نہ سکا اور موت واقع ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بندہ نے اپنی ذات کے معاملہ میں مجھ پر سبقت کرنے کی کوشش کی، اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کردی، (بخاری و مسلم) رسول اللہ ﷺ رحمت مجسم تھے، لیکن اس کے باوجود حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نے خودکشی کرلی، تو آپ ﷺ نے اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ (ترمذی)

اسی لیے ایک جلیل القدر فقیہ اور محدث امام احمدؒ کا خیال ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص پر عام لوگ تو نمازِ جنازہ پڑھیں گے، لیکن امام المسلمین نماز جنازہ نہیں پڑھے گا۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ خودکشی اسلام کی نگاہ میں کتنا سنگین جرم ہے؟ یہ دراصل زندگی کے مسائل اور مشکلات سے راہِ فرار اختیار کرنا ہے اور آزمائشوں اور اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ نکلنے کی ایک غیر قانونی اور ایک غیر انسانی تدبیر ہے، بدقسمتی سے ایمان سے محرومی یا کمزوری اور اپنی ذمہ داریوں سے بے اعتنائی کے باعث اس وقت پوری دنیا میں خودکشی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے، مغربی ممالک میں سماجی نظام کے بکھراؤ کی وجہ سے عرصہ سے خودکشی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے، مغربی ممالک میں سماجی نظام کے بکھراؤ کی وجہ سے عرصہ سے خودکشی کو انسان کا نجی حق تسلیم کیا جاتا ہے، جو لوگ طویل عرصہ سے بیمار ہوں، ان کو بعض مغربی ملکوں میں مہلک انجکشن لگوا کر مرجانے کی قانونی اجازت حاصل ہوگئی ہے، بلکہ ان کے ورثاء اور رشتہ داروں کو بھی اس کی اجازت دے دی گئی ہے اور اس کو ''قتل بہ جذبۂ رحم'' کا خوبصورت نام دیا گیا ہے۔

حکومت ہند کی حالیہ رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں ہر ایک گھنٹہ میں خودکشی کے پندرہ واقعات پیش آتے ہیں، افسوس کی بات یہ ہے کہ خودکشی کے ان واقعات میں ایک اچھی خاصی تعداد پڑھے لکھے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ہے، ہفتہ میں چار پانچ دن میں اخبارات میں ایسی خبریں مل ہی جاتی ہیں، جن میں خواتین کی خودسوزی اور خودکشی کا ذکر ہوتا ہے، یہ واقعات عام طور پر سسرال والوں کی زیادتی اور پیسوں کے نہ ختم ہونے والے مطالبات کی وجہ سے پیش آتے ہیں، ایسے ماں باپ کی خودکشی بھی انوکھی بات نہ رہی جو اپنے افلاس وغربت کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کرنے سے قاصر ہیں اور ظالم سماج نے ان کو سخت ذہنی تناؤ میں مبتلا کیا ہوا ہے، کچھ واقعات ایسے مقروضوں کے بھی پیش آتے ہیں کہ قرض، سود اور سود در سود نے ان کی ہمت توڑ رکھی ہے۔

مقامِ افسوس بھی ہے اور لائق حیرت بھی کہ بہت سے مسلمان بھی اب اس کا شکار ہورہے ہیں، لائق حیرت اس لیے کہ خودکشی بنیادی طور پر ایمان کی کمزوری یا اس سے محرومی کی وجہ سے کی جاتی ہے، جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو، یقین کرتا ہو کہ اللہ دشواریوں کی سیاہ رات سے آسانی اور امید کی صبح نو پیدا کرسکتا ہے، جو شخص تقدیر پر ایمان رکھتا ہو کہ خوش حالی اور تنگ دستی اور آرام و تکلیف اللہ ہی کی طرف سے ہے، صبر و قناعت انسان کا فرض ہے اور جو آخرت پر ایمان رکھتا ہو کہ زندگی کے مصائب سے تھکے ہوئے مسافروں کے لیے وہاں راحت و آرام ہے اور زندگی کی آزمائشوں سے راہِ فرار اختیار کرنے والوں کے لیے اللہ کی پکڑ اور عذاب، وہ کیسے مشکل وقتوں میں اللہ کی چوکھٹ پر اپنی پیشانی رکھنے یا بارگاہِ ربانی میں دست سوال پھیلانے اور اللہ کی رحمت سے امید رکھنے کے بجائے مایوس ہوکر اپنے آپ کو ہلاک کرلے گا؟؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ خودکشی کے اخلاقی اور سماجی نقصانات لوگوں کو بتائے جائیں، سماج میں لوگوں کی تربیت کی جائے کہ وہ تنگدستوں اور مقروضوں کے ساتھ نرمی اور تعاون کا سلوک کریں، گھر اور خاندان میں محبت اور پیار کی فضا قائم کریں اور باہر سے آنے والی بہو کو محبت کا تحفہ دیں، رسم و رواج کی جن زنجیروں نے سماج کو زخمی کیا ہوا ہے، ان کو کاٹنے کی کوشش کریں، شادی، بیاہ کے مرحلوں کو آسان بنائیں اور جو لوگ ذہنی تناؤ سے دوچار ہوں اور مشکلات میں گھرے ہوئے ہوں، ان میں جینے اور مسائل و مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ پیدا کریں، کہ بقول حضرت کلیم:

سلگنا اور شئی ہے جل کر مرجانے سے کیا ہوگا
ہوا ہے کام جو ہم سے وہ پروانوں سے کیا ہوگا

باقی صفحہ 17 کا۔ موت انسان کی قسمت کی تحریر ہے اور اس کی جانب مسافت گھٹتی جارہی ہے۔ بڑا عجیب سفر ہے یہ بھی کہ راہی بیٹھا ہوا ہے اور سفر جاری ہے.....!! کسی حکیم نے کہا

''آدمی کیسے خوش رہ سکتا ہے جبکہ اس کا دن اسکے مہینے کو دیمک بن کر چاٹ رہا ہے۔ اور اس کا مہینہ اس کے سال کو اور اس کا سال اس کی عمر کو نگلا جارہا ہے۔ اور اس کی حیات اسے موت کی جانب مسلسل دھکیل رہی ہے.....''

ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار میرا کاندھا تھاما اور فرمایا کہ ''تم اس دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر رہتا ہے یا پھر سڑک پار کرنے والا راہگیر'' شاید اسی وجہ سے ابنِ عمرؓ ہمیشہ کہا کرتے تھے: ''شام ہوی تو صبح کا انتظار مت کر اور صبح ہوی تو شام کی تاک میں مت بیٹھ۔ اور صحتمندی میں وہ کام کر جو ایام مرض میں کام آئے اور اس فانی زندگی میں بعد از مرگ زندگی کے لیے سرمایہ کاری کر''

ابوالعتاہیہ عباسی دور کا ایک شاعر گزرا ہے۔ دنیا بیزاری اور زہد و تقوی کی باتوں کے لیے اس کا کلام معروف ہے۔ وہ کہتا ہے

مَا اَدرِی وَاِنْ اَمْلَتُ عُمرِی
لَعَلِّی حِیْنَ اُصْبِحُ لَسْتُ اُمْسِی
اَلَمْ تَرَ کُلَّ صَبَاحٍ یَوْمٍ
وَ عمرُکَ فیہِ اَقْصَرُ منہ اَمْسِ

''ایک عمر تو آرزو میں کٹ گئی پھر بھی میں نہیں جانتا کہ صبح ہوی تو ہے مگر شام تک جی پاؤں گا بھی کہ نہیں؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہر روز جب صبح ہوتی ہے تو تیری عمر کل سے اور کم ہوگئی ہے؟''

انسان بیچارہ کتنا نادان ہے۔ وہ ہر سال نئے سال کی آمد پر خوشیاں مناتا ہے۔ ہر سال اپنے یوم پیدائش پر رنگ و طرب کی محفلیں سجاتا ہے۔ کیا وہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ اپنی اجل کے اور قریب آپہنچا ہے؟ موت کی جانب آدمی کا سفر تو اسی وقت سے شروع ہوچکا ہے جب اس نے اپنی ماں کے بطن سے باہر کی دنیا میں قدم رکھا تھا..... پھر یہ کونسی مسرت اور کیسی محفل؟

اِنَّا لَنَفْرَحُ بِالْاَیَّامِ نَقْطَعُھَا
وَ کُلَّ یَوْمٍ مَضٰی یُدْنِیْ مِنَ الْاَجَلِ

اس شعر کی ترجمانی عامر عثمانیؒ کے الفاظ میں اس طرح ہوسکتی ہے

عمر جتنی بڑھتی ہے اور گھٹتی جاتی ہے
سانس جو بھی آتا ہے لاش بن کے جاتا ہے

جھوٹی امیدوں کے سہارے انسان کب تک کام چلائے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس زمرے میں آجائیں جن کے بارے میں رب العالمین فرماتے ہیں ﴿ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ﴾ (الحجر: 3)

''چھوڑو انہیں، کھائیں پئیں، مزے کریں اور بھلاوے میں ڈالے رکھے ان کو جھوٹی امید۔ عنقریب انہیں معلوم ہوجائے گا''

NOVEMBER.indd 7 11/30/11 1:51 PM

نعمتوں کی قدر کیجئے

مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں، اگر کوئی شخص صرف انہیں گننا ہی چاہے تو گن نہیں سکتا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے'' (ابراہیم: ۳۴)۔ دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے: ''پس تم (اے انسانو اور جنّو!) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔ (رحمٰن: ۱۶)۔ رب کی نعمتیں شکر ادا کرنے سے بڑھتی بھی ہیں اور ہمیشہ قائم بھی رہتی ہیں جبکہ ناشکری کرنے سے کم ہو جاتی ہیں بلکہ ختم ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ رب العالمین کا فرمان ہے: ''اگر تم نے شکر بجا لایا تو میں تمہیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو کہ بے شک میرا عذاب سخت ہوتا ہے''۔ (ابراہیم: ۷) حضرت امام سفیان ثوریؒ اس کی تفسیر یہ بیان کرتے ہیں کہ شکر سے وہ تمہیں مزید طاقت اور بندگی کی توفیق دے گا اور اگر ناشکری کرو گے تو وہ نعمتیں تم سے چھین لے گا اور سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں کئی قوموں اور اشخاص کی ناشکری کے واقعات بیان کر کے ان کی بربادی کی داستانیں سنائی ہیں، تاکہ دنیائے انسانیت ان واقعات سے عبرت حاصل کرے، انہی میں دو دوستوں کا واقعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں بیان کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

ایک قرآنی واقعہ

''(اے محمد ﷺ!) آپ ان کے سامنے دو آدمی کی مثال پیش کیجئے، دونوں میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے تھے، اور ان دونوں باغوں کو کھجوروں کے درختوں سے گھیر دیا تھا اور دونوں کے درمیان کھیتی رکھ دی تھی۔ دونوں باغوں نے پھل دیئے اور دونوں باغوں نے پھل دینے میں کمی نہیں کی، اور دونوں باغوں کے درمیان ہم نے ایک نہر بھی جاری کر دی تھی اور اس کے آس پاس دوسرے میوہ جات بھی ہوتے تھے۔ تو اس نے اپنے ساتھی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں تم سے مال میں زیادہ ہوں اور جاہ وحشم کے اعتبار سے بھی تم سے زیادہ عزت والا ہوں۔''

(کہف: ۳۲۔۳۴)

مال اللہ تعالیٰ کی ایک اہم نعمت ہے، جب کسی بندۂ مومن کو یہ نعمت عطا ہوتی ہے تو وہ اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی آخرت آباد کر لیتا ہے۔

اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کو قابل رشک قرار دیا جسے اللہ نے مال عطا کیا اور وہ اس کی راہ میں دن رات بے دریغ خرچ کرتا رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

لیکن یہی مال جب کسی فاسق وفاجر شخص کے پاس جمع ہو جاتا ہے تو اس سے اس کے فسق وفجور اور تکبر وغرور میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور تجربہ بھی یہی کہتا ہے کہ مال ایسی شئی ہے جو کمزور کو طاقتور، مجبور کو مختار، محکوم کو حاکم، اور کبھی کبھی مظلوم کو ظالم بنا دیتی ہے، اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''بے شک آدمی سرکش بن جاتا ہے جب دیکھتا ہے کہ وہ دولت مند ہو گیا''۔ (علق: ۷)

یہی مال ودولت اور اقتدار جب فرعون کو حاصل ہوتا ہے تو وہ اپنی خدائی کا اعلان کرتے ہوئے نعرہ لگاتا ہے کہ: ''میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں،، (نازعات: ۲۴) اور یہی دولت کا نشہ جب نمرود پر چڑھتا ہے تو اعلان کرتا ہے: ''میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں'' (بقرہ: ۲۵۸) اور یہی دولت کے خزانے جب قارون کے گھر میں اپنے ڈیرے ڈالتے ہیں تو بدمست ہو کر پکار اٹھتا ہے: ''یہ مال وجائیداد مجھے (رب کی مہربانی سے نہیں) اپنے علم اور صلاحیت سے ملی ہے''۔ (قصص: ۷۸)

جس وقت انسان کے پاس مال جمع ہو جاتا ہے، اس کے پاس چڑھتے سورج کی پرستش کرنے والے لوگوں کی بھیڑ اکٹھی ہو جاتی ہے، جو اس کے ہر عیب کو ہنر بنا کر اس کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اور سچ ہے کہ:

جن کے آنگن میں امیری کا شجر اُگتا ہے
ان کا ہر عیب زمانے کو ہنر لگتا ہے

اس شخص کے ساتھ بھی یہی سب کچھ پیش آیا اور وہ نادان اپنے مال اور جاہ وحشم کو باعثِ عزت سمجھ کر اترانے لگا، روزانہ اس سے ملنے والوں کی بھیڑ کو دیکھ کر پھولے نہیں سماتا، حالانکہ وہ اس حقیقت کو وہ بھول گیا کہ:

سبھی ہنستے ہوئے ملتے ہیں جب تک چار پیسے ہیں
نہیں پوچھے گا کوئی مفلسی، میں آپ کیسے ہیں؟

دولت سعادت کی علامت نہیں

اس نے صرف اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور قیامت کے انکار پر بھی اُتر آیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''وہ اپنے باغ میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ اپنے حق میں ظلم کرنے والا تھا۔ کہا کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو جائے گا اور مجھے یقین نہیں کہ قیامت برپا ہوگی، اور اگر (بالفرض) اپنے رب کے پاس لوٹ کر گیا بھی تو میں اس باغ سے زیادہ اچھا بدلہ پاؤں گا۔



اپنے باغ کی سرسبزی اور شادابی کو دیکھ کر اسے یہ خبط ہو گیا کہ یہ باغ سدا پھل دیتا رہے گا، یہ نہریں کبھی بھی خشک نہیں ہوں گی، اور قیامت بس ع

''دل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے،،

کفر کی چھ قسمیں ہیں، ان میں سے ایک قسم ''کفر شک،، ہے، انسان ان تمام غیب کی باتوں کے متعلق، یا ان میں کسی ایک بات کے متعلق شک میں مبتلا ہو جائے جن کا تعلق ایمانیات سے ہے۔

نیز وہ اس خوش فہمی میں بھی مبتلا ہو گیا کہ اگر قیامت بالفرض قائم بھی ہوگئی تو وہاں بھی کامیابی میرے قدم چومے گی، اس لیے کہ اس دنیا میں اللہ نے مجھے سب کچھ دیا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ اللہ مجھ سے راضی اور خوش ہو۔ حالانکہ دنیوی مال ومتاع حق یا باطل کی دلیل نہیں ہے، یہ تو اللہ عزوجل، مومن یا کافر جسے چاہے عطا کرتا ہے، بلکہ اس کا فرمان ہے: ''اگر ایسا نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے، تو ہم رحمٰن (اللہ) کا انکار کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے، اور سیڑھیاں بھی، جن کے ذریعہ وہ بالا خانوں پر چڑھتے ہیں، اور ان کے گھروں کے دروازے بھی، اور تخت بھی جن پر وہ ٹیک لگاتے، اور سونے کے بنے دیگر اسباب زینت، یہ تمام چیزیں محض دنیوی زندگی کے فائدے ہیں، اور آخرت کی نعمتیں آپ کے رب کے پاس، اس سے ڈرنے والوں کے لیے ہیں۔''

(زخرف: ۳۳۔۳۵)

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اگر دنیا کی قدر اللہ کے پاس مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی، تو کسی کافر کو پینے کیلئے ایک گھونٹ پانی بھی نہیں ملتا''۔ (ترمذی)

مومن دوست کی نصیحت

''اسکے مومن دوست نے اسے ہمدردی اور محبت سے نصیحت

NOVEMBER.indd 8 11/30/11 1:52 PM

کرتے ہوئے اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور کہا: ''اس سے اس کے ساتھی نے گفتگو کے دوران کہا: کیا تم نے اس ذات باری تعالیٰ کا انکار کر دیا جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر تمہیں ایک اچھا بھلا مرد بنا دیا، لیکن میرا عقیدہ ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے، اور میں اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں بناتا ہوں۔ اور تم جب باغ میں داخل ہوئے تھے تو کیوں نہیں کہا تھا کہ اللہ نے جو چاہا ہے وہ ہوا ہے، اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر تم مجھے اپنے آپ سے مال اور اولاد میں کم تر پاتے ہو، تو امید ہے کہ میرا رب مجھے تمہارے باغ سے بہتر باغ دے گا، اور تمہارے باغ پر کوئی آسمانی عذاب بھیج دے گا، پھر وہ بے پودے والا چکنا میدان ہو جائے گا، یا اس کا پانی زمین کی تہہ میں چلا جائے، پھر تم اسے حاصل نہیں کر سکو گے۔''

(کہف:۳۷۔۴۱)

زوالِ نعمت کے بعد توبہ

بالآخر اس شخص کے باغوں کا وہی حشر ہوا جو ہر متکبر و مغرور اور بدمست شخص کا ہوتا ہے، اس کے باغوں کو راتوں رات تیز و تند آندھی اور سیلاب نے زمین دوز کر دیا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

''اور اس کے تمام پھلوں کو آفت نے گھیر لیا، پھر وہ ان پھلوں پر جتنا مال خرچ کیا تھا، اس پر کفِ افسوس ملنے لگا، اور اس کے باغ کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے چھپروں سمیت گرا پڑا تھا، اور وہ شخص کہنے لگا: اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہوتا، اور اللہ کے سوا اس کا کوئی ایسا گروہ نہیں تھا جو اس کی مدد کرتا، اور نہ اس میں انتقام لینے کی قدرت تھی۔ یہاں یہ بات ثابت ہو گئی کہ مدد کرنا اللہ برحق کا کام ہے، وہ بدلہ اور انجام کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے''۔ (کہف:۴۲/۴۴)

انسان کو نعمتوں کے زوال سے ڈرتے رہنا چاہئے، رسول اکرم ﷺ ہمیشہ نعمتوں کے زوال سے رب العالمین کی حفاظت طلب کرتے، اور یہ دعا فرماتے رہتے: ''اے اللہ! میں تیری نعمت کے زوال سے، اور تیری عافیت کے بدل جانے سے، اور تیرے اچانک انتقام سے، اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے، تیری حفاظت طلب کرتا ہوں''۔ (مسلم)

نعمتوں کے چھن جانے اور اللہ کے عذاب کے آجانے کے بعد آدمی چاہے جس قدر بھی توبہ و استغفار کرے اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا، بلکہ یہ تو کافروں کا طریقہ ہے کہ جب وہ عذاب کو دیکھ لیتے ہیں تو پھر انہیں توبہ کا خیال آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے متعلق یہی بیان فرمایا کہ جس وقت وہ ڈوبنے لگا تو وہ بھی اپنے مومن و مسلمان ہونے کی دہائی دینے لگا: ''جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہا: میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے، جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے، اور اب میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (اسے جواب دیا گیا) کیا اب ایمان لائے ہو؟ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتے رہے اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھے آج تیرے جسم کو ہم پانی سے نکال لیں گے تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لیے نشانِ عبرت بن جائے، اور بہت سے لوگ ہماری آیتوں سے غافل رہتے ہیں''۔

(یونس:۹۰۔۹۲)

جس وقت وہ شخص کھڑا کھڑا برباد ہو گیا تو روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس کی مدد کے لیے آگے بڑھتا، لوگوں کا وہ جمِ غفیر اس سے اس طرح چھٹ گیا جیسے سورج کی شعاعوں سے رات کا اندھیرا کافور ہو جاتا ہے۔ اور یہی ایک تلخ حقیقت ہے کہ:

بوقت تنگ دستی، آشنا بیگانہ ہوتا ہے
صراحی جب ہوئی خالی جدا پیمانہ ہوتا ہے

عبرت آموز واقعات

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نہایت ہی سبق آموز واقعہ بیان کیا ہے: ''اصفہان کا ایک بہت بڑا رئیس اپنی بیگم کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا، دسترخوان اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا تھا، اتنے میں ایک فقیر نے یہ صدا لگائی کہ: ''اللہ کے نام پر کچھ کھانے کے لیے دے دو''۔ اس شخص نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ سارا دسترخوان اس فقیر کی جھولی میں ڈال دو۔ عورت نے حکم کی تعمیل کی، جس وقت اس نے اس فقیر کا چہرہ دیکھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگی۔ اس کے شوہر نے اس سے پوچھا: جانِ من! آپ کو ہوا کیا ہے؟ اس نے بتلایا کہ: ''جو شخص فقیر بن کر ہمارے گھر پر دستک دے رہا تھا، وہ چند سال پہلے اس شہر کا سب سے بڑا مالدار اور ہماری اس کوٹھی کا مالک اور میرا سابق شوہر تھا، چند سال پہلے کی بات ہے کہ ہم دونوں دسترخوان پر ایسے ہی بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے جیسا کہ آج کھا رہے تھے، اتنے میں ایک فقیر نے صدا لگائی کہ: ''میں دو دن سے بھوکا ہوں اللہ کے نام پر کھانا دے دو''، یہ شخص دسترخوان سے اٹھا اور اس فقیر کی اس قدر پٹائی کی کہ اسے لہولہان کر دیا، نہ جانے اس فقیر نے کیا بددعا دی کہ اس کے حالات دگرگوں ہو گئے، کاروبار ٹھپ ہو گیا، اور وہ شخص فقیر و قلاش ہو گیا، اس نے مجھے بھی طلاق دے دی، اس کے چند سال گذرنے کے بعد میں آپ کی زوجیت میں آ گئی۔ شوہر بیوی کی یہ باتیں سن کر کہنے لگا: بیگم! کیا میں آپ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتلاؤں؟ اس نے کہا ضرور بتائیں۔ کہنے لگا: ''جس فقیر کی آپ کے سابق شوہر نے پٹائی کی تھی وہ کوئی دوسرا نہیں بلکہ میں ہی تھا''۔ (کتاب العبر)

گردشِ زمانہ کا ایک عجیب نظارہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بدمست مالدار کی ہر چیز، مال، کوٹھی، حتیٰ کہ بیوی بھی چھین کر اس شخص کو دے دیا جو فقیر بن کر اس کے گھر پر آیا تھا، اور چند سال بعد پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو فقیر بنا کر اسی کے در پر لے آیا۔ واللہ علی کل شیء قدیر۔ اسی لیے کسی شاعر نے کہا:

نہ ہو مغرور دولت پر نہ مغرور عزت پر
نہ ہو مغرور طاقت پر نہ ہو مغرور صحت پر

کیونکہ یہ سب ''چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات'' والا معاملہ ہے۔

تاریخ ایسے عبرت آموز واقعات سے بھری پڑی ہے، شرط ہے کہ انسان اس سے عبرت پکڑے۔

خلفائے عباسیہ کا مشہور حکمران خلیفہ مہدی اپنے دربار میں تختِ خلافت پر متمکن تھا کہ حاجب نے ایک فریادی عورت کی اطلاع دی جو خلیفۂ وقت سے ملنا چاہتی تھی، جب اجازت ملی وہ عورت خلیفہ کے سامنے پیش ہوئی، خلیفہ نے اس عورت پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی جو دیکھنے میں بھکارن معلوم ہوتی تھی اور کہا: کیا فریاد لائی ہو؟ اس نے کہا: ''امیر المؤمنین میں آپ پر قرآن مجید کی صرف ایک آیت تلاوت کرنے کے لیے آئی ہوں، اور وہ یہ آیت ہے:

''اور اللہ ایک بستی (والوں) کی مثال بیان کرتا ہے جو پُر امن اور پُر سکون تھی، اس کی روزی کشادگی کے ساتھ ہر جگہ سے آتی تھی، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، تو اللہ نے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے انہیں شدید بھوک اور خوف و ہراس کا مزہ چکھایا''۔ (نحل:۱۱۲)

خلیفہ نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں بنو امیہ کے آخری حکمراں خلیفہ مروان بن محمد کی بیوہ ہوں، (جس کی حکومت اسپین و پرتگال سے ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی) کل کی ملکہ اور آج کی بھکارن۔ ہم نے اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کی، جس کی وجہ سے آج ہمارا یہ حال ہوا ہے، اس لیے تمہیں اس بات کی نصیحت کرنے کے لیے آئی ہوں کہ کہیں انہی حرکتوں کی وجہ سے تمہارا حال ہم جیسا نہ ہو جائے''۔

خلیفہ مہدی آبدیدہ ہو گیا، اور عبرت سے سر جھکا لیا، خادموں کو حکم دیا کہ اس عورت کو محل میں لے جائے اور اس کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کیا جائے۔ (العبر والتاریخ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور نعمتوں کے زوال سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

NOVEMBER.indd 9 11/30/11 1:52 PM

22 لاکھ مربع میل کا عادل حکمراں

حافظ حفیظ الرحمٰن (کویت)

مغرب کے نام نہاد مفکرین نے مقدونیہ کے الیگزینڈر کو سکندر اعظم کا لقب دیا ہے جو تاریخ کے ساتھ ناانصافی ہے، اگر تعصب کا عینک ہٹا کر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہم یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ دنیا کا سکندر اعظم عمر بن خطابؓ ہے۔ الیگزینڈر بادشاہ کا بیٹا تھا، دنیا کے بہترین لوگوں نے اس کو گھوڑ سواری سکھائی، جب وہ بیس سال کا ہوا تو اس کو تخت وتاج پیش کیا گیا۔ 23 سال کی عمر میں مقدونیہ سے نکلا۔ ایران، شام، یونان، ترکی اور مصر کو فتح کرتے ہوئے ہندوستان پہنچا۔ 323 قبل مسیح 33 سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ اس کی فتوحات کا عرصہ دس سال پر محیط ہے، ان دس سالوں میں اس نے 17 لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا، ان فتوحات میں اس کو آرگنائزڈ آرمی کی خدمات میسر تھیں۔

جبکہ عمر فاروقؓ نے دس سالوں میں 22 لاکھ مربع میل کا علاقہ بغیر آرگنائزڈ آرمی کے فتح کیا۔ آپ نے کسی تیرانداز سے تیراندازی نہیں سیکھی۔ آپ کی ان فتوحات میں اس وقت کی دو سپر پاور طاقتیں روم اور ایران بھی ہیں۔ آج سیٹلائٹ میزائل اور آبدوزوں کے دور میں دنیا کے کسی حکمراں کے پاس اتنی بڑی سلطنت نہیں ہے۔

اس نے صرف فتوحات کیں اور مفتوح علاقوں کو کوئی نظام نہیں دیا بلکہ فتوحات کے دوران بے شمار جرنیل قتل کروائے، بے شمار جرنیلوں اور نوجوانوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جبکہ حضرت عمر فاروقؓ کے کسی ساتھی نے ان کی حکم عدولی نہیں کی وہ ایسے عظیم مدبر و منتظم تھے کہ عین میدان جنگ میں اسلام کے مایہ ناز کمانڈر سیدنا خالد بن ولیدؓ کو معزول کر دیا اور کسی کو یہ حکم ٹالنے اور بغاوت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

الیگزینڈر نے جو سلطنت بنائی وہ اس کے مرنے کے پانچ سال بعد اس کے نظریے سے نکل گئی اور آج اس کا تاریخ کی کتابوں میں صرف نام ملتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جن علاقوں کو فتح کیا وہاں آج بھی سیدنا عمر فاروق کا نظریہ موجود ہے، دن رات کے پانچ اوقات میں مسجد کے میناروں سے اس نظریے کا اعلان ہوتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے دنیا کو ایسے سسٹم دیئے جو آج تک دنیا میں موجود ہے۔ آپ کے عہد میں باجماعت نماز تراویح کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا، آپ کے دور میں شراب نوشی کی سزا 80 کوڑے مقرر ہوئی، سن ہجری کا اجراء کیا، جیل کا تصور دیا، مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، مسجدوں میں روشنی کا بندوبست کروایا، باوردی پولس، فوج اور چھاؤنیوں کا قیام عمل میں لایا، آپ نے دنیا میں پہلی بار دودھ پیتے بچوں، معذوروں، بیواؤں اور بے آسرا لوگوں کے وظائف مقرر کئے۔ آپ نے دنیا میں پہلی بار حکمرانوں، گورنروں، سرکاری عہدے داروں کے اثاثے ڈکلیر کرنے کا تصور دیا۔ آپ جب کسی کو سرکاری عہدے پر فائز کرتے تھے تو اس کے اثاثوں کا تخمینہ لگوا کر اپنے پاس رکھ لیتے اور اگر عرصۂ امارت کے دوران عہدہ دار کے اثاثوں میں اضافہ ہوتا تو اس کی تحقیق کرتے۔ جب آپ کسی کو گورنر بناتے تو اس کو نصیحت کرتے کہ ترکی گھوڑے پر مت بیٹھنا، باریک کپڑا مت پہننا، چھنا ہوا آٹا مت کھانا، دروازے پر دربان مت رکھنا۔

آپ کی مہر پر لکھا ہوا تھا: ''عمر! نصیحت کے لیے موت ہی کافی ہے''۔

یہ وہ سسٹم ہے جس کو دنیا میں کوئی دوسرا شخص متعارف نہ کروا سکا، دنیا کے 245 ممالک میں یہ نظام کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں زبان وقلم بے اختیار گواہی دیتا ہے کہ دنیا کا سکندر اعظم عمر فاروقؓ ہیں۔

آپ کے عدل کی مثال دنیا کے کسی دوسرے حکمراں میں نہیں ملتی، آپ کے عدل کی یہ حالت تھی کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی سلطنت کے دور دراز علاقہ کا ایک چرواہا بھاگتا ہوا آیا اور چیخ کر بولا: لوگو! حضرت عمر فاروق کا انتقال ہوگیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: تم مدینہ سے ہزاروں میل دور جنگل میں رہتے ہو تمہیں کس نے خبر دی؟ چرواہا بولا: جب تک عمر فاروقؓ زندہ تھے میری بھیڑیں جنگل میں بے خوف چرتی پھرتی تھیں، کوئی درندہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا لیکن آج پہلی بار ایک بھیڑیا میری بھیڑ کا بچہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ میں نے بھیڑیئے کی جرأت سے جان لیا کہ آج عمرؓ دنیا میں نہیں ہیں۔

مدینہ کے بازار میں گشت کے دوران ایک موٹے تازے اونٹ پر نظر پڑی، پوچھا: یہ کس کا اونٹ ہے؟ بتایا کہ یہ آپ کے صاحبزادے عبداللہؓ کا ہے۔ آپ نے گرجدار آواز میں کہا کہ عبداللہ کو فوراً میرے پاس بلاؤ۔ جب سیدنا عبداللہؓ آئے تو پوچھا: عبداللہ! یہ اونٹ تمہارے ہاتھ کیسے لگا؟ عرض کیا: ابا جان! یہ اونٹ بڑا کمزور تھا اور میں نے اس کو سستے داموں خرید کر چراگاہ میں بھیج دیا تاکہ یہ موٹا تازہ ہوجائے اور میں اس کو بیچ کر نفع حاصل کروں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: تمہارا خیال ہوگا کہ لوگ اس کو چراگاہ میں دیکھ کر کہیں گے: یہ امیر المؤمنین کے بیٹے کا اونٹ ہے، اسے خوب چرنے دو، اس کو پانی پلاؤ، اس کی خدمت کرو۔ سنو! اس کو بیچ کر اصل رقم لے لو اور منافع بیت المال میں جمع کرادو۔ سیدنا عبداللہؓ نے سر تسلیم خم کر دیا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ کے دربار میں ایک نوجوان روتے ہوئے داخل ہوا۔ آپ نے رونے کی وجہ پوچھی: اس نے روتے روتے عرض کیا کہ میں مصر سے آیا ہوں، وہاں کے گورنر کے بیٹے سے دوڑ کے مقابلے میں جیت گیا تو محمد بن عمرو بن عاصؓ نے میری کمر پر کوڑے برسائے جس سے میری کمر چھلنی ہوگئی۔ وہ کوڑے مارتا رہا اور کہتا رہا کہ تمہاری یہ جرأت کہ سرداروں کی اولاد سے آگے بڑھو۔ آپ نے یہ داستان سننے کے بعد مصر کے گورنر اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجا، جب وہ آگئے تو کہا: یہ ہیں سردار کے بیٹے، پھر مصری کو کوڑا دیا اور کہا کہ اس کی پیٹھ پر زور سے کوڑے مارو تاکہ اس کو پتہ چلے کہ سرداروں کے بیٹوں کی بے اعتدالیوں پر ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس نوجوان نے جی بھر کر بدلہ لیا۔ پھر آپ نے فاتح مصر سیدنا عمرو بن عاصؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اے عمرو! تو نے لوگوں کو کب سے غلام بنایا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنم دیا ہے۔''

یہ ہے وہ بے لاگ عدل جس میں قوموں کی عزت اور ترقی کا راز پنہاں ہے۔

آج اسلام پر شبخون مارنے والے یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ بگڑتی ہوئی صورتحال کا ذمہ دار اسلام ہے، جبکہ اسلام امن وامان کا داعی ہے، عدل ومساوات کا پیکر ہے اور عروج وترقی اس کی خمیر میں داخل ہے جس پر تاریخی حقائق گواہ ہیں۔ آج اسلام غریب الدیار ہے، آج اسلام کو عمر کی ضرورت ہے، اسلام کے غلبہ کے لیے کردار کی اعلیٰ مثالیں درکار ہیں، آج مسلمان اپنے نفس کے غلام بن کر رہ گئے ہیں اور اپنے رب کو بھول گئے ہیں، نجات کا واحد راستہ نفس کی غلامی سے نکل کر رب العزت کی رضا مطلوب ومقصود ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (المنافقون 8)

''سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے''۔

NOVEMBER.indd 10 11/30/11 1:52 PM

سید احمد محمدی (کویت)
abuaneesmohammadi@gmail.com

اسلام انسان کی سب سے اہم ضرورت ہے

اسلام.....جس کا چرچا دنیا میں جگہ جگہ ہے۔ دنیا کے بیشتر اخبارات اور رسائل و جرائد کا اہم موضوع ہے۔ بعض رسائل وجرائد نہایت خوش اسلوبی سے اسکی نمائندگی کرتے ہیں تو بعض اس میں کیڑے ڈھونڈنے میں لگے رہتے ہیں۔ بعض ویب کی کھڑکیاں اسکی آفاقی تعلیمات کو عوام الناس تک پہونچانے کی کوشش کر رہی ہیں تو بیشمار ویب سائٹس اور چینلز اسلامی تعلیمات کو مشتبہ بنا کر اسلام کا غلط تعارف کرانے کے درپے ہیں۔

انسان جو عقل سلیم کی دولت سے مالا مال ہے، خیر وشر کی تمیز کرسکتا، حق و باطل کے فرق کو سمجھ سکتا اور اپنی ضروریات حیات سے بخوبی واقف ہے۔ کیا اس نے غور نہیں کیا کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت کیا ہے؟ اسکا مقصد حیات کیا ہے؟ وہ اس دنیا میں کیوں آیا ہے؟ اور موت کے بعد اسے کہاں جانا ہے؟.....کیا ان تمام سوالات کا جواب اسلام تو نہیں! انسان کی سب سے اہم ضرورت اسلام تو نہیں.....

خالق نے ہر دور میں اشرف المخلوقات حضرت انسان کی ہدایت و رہبری کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا جنکی آخری کڑی محمد ﷺ ہیں۔ اور آخری کتاب ہدایت قرآن کریم ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسْلاَمُ﴾ (سورۃ آل عمران 19) ''بیشک اللہ کے نزدیک صحیح مذہب اسلام ہے''۔ جسکی تکمیل حجۃ الوداع کے موقع پر 'رضیت لکم الاسلام دینا' کے ذریعہ کردی گئی۔ یہ دین بنی نوع انسان کے لیے ایک ضابطۂ حیات ہے اور اس کی فلاح و بہبودی کا ضامن ہے۔ اسمیں قیامت تک کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ جس کے بغیر انسان کی زندگی ناقص اور نامکمل ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد وجود اور اپنے رب کی حقیقی معرفت سے محروم رہتا ہے۔ مذہب اسلام کے ذریعہ اللہ نے انسان کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر خالق کی عبادت کی طرف رہنمائی فرمائی، وہ جبین نیاز جو ہر شجر وحجر پہ خم ہوتا تھا، اسے اپنی ذات کا اور اپنے رب کا صحیح عرفان عطا کیا۔ اسلام میں فطرت انسانی کے تمام حقوق کا پاس ولحاظ ہے۔ مساوات کی بڑی اہمیت ہے، 'کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں' جیسے اصول کی بنیاد ڈال کر مساوات کی وہ جوت جگائی کہ عرب وعجم، فارس وروم، کسی بھی رنگ ونسل، زبان ومکان کا باشندہ کیوں نہ ہو، کلمہ لا الہ الا اللہ کے پلیٹ فارم پہ جمع ہوکر بھائی چارگی، اخوت ومساوات کی وہ مثال قائم کیا کہ اس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام حقوق انسانی کا حقیقی پاسباں ہے۔ اس نے حقوق انسانی کے ایسے اصول



عطا کیے کہ جس کا تصور اسلام سے قبل ناممکن تھا۔ اور ''فلا تقل لهما اف'' کہہ کر والدین کے احترام کو اعزاز بخشا۔ ماں کو اولاد کے حق میں جنت اور باپ کو جنت کا صدر دروازہ گردانا، المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده کا اصول پیش کرکے معاشرتی حقوق کی تعیین فرمائی، پڑوسی کے حقوق کو مستحکم کرتے ہوئے پڑوسی عورت پر نگاہ بد ڈالنا گناہ کبیرہ قرار دیا، رسول اکرم ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ اگر تمہیں اس بات کی خبر ہو کہ تمہارے پڑوسی کا چولھا نہیں جلا ہے تو اپنی ہانڈی سے اس کا حق ادا کرو۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو عملی طور پر حقوق انسانی کا صحیح تصور پیش کرتا ہے ورنہ دنیا میں حقوق انسانی کے نام پر نام نہاد نعرہ بازی کی جاتی ہے۔ حقوق کی ادائیگی کے بجائے اسکی پامالی ان کا مشن ہے۔ حقوق انسانی کے پاسباں کہلانے والے نام نہاد ادارے معصوم عوام کو سبز باغ دکھا کر حقوق کی تباہی مچا رہے ہیں، والدین بڑھاپے کو پہنچ جائے تو انکے حقوق کی ادائیگی کے بجائے اولڈ ہاؤس (Old House) کے نام پر انکے حقوق کی پامالی کی جاتی ہے۔ اسی طرح غریب ومفلوک الحال لوگوں کو بطور احسان سود جیسے ملعون راستے کو آراستہ کرکے غریب کو مزید غریب تر بنایا جاتا ہے۔ سود کی مختلف النوع ''کارانشورنس، لائف انشورنس، ہاؤس لون، چلڈرن ڈپازٹ، ایجوکیشن ڈپازٹ وغیرہ کے نام سے ناواقف عوام کی زندگی دوبھر کی جاتی ہے۔ اور ان کی دنیا وآخرت تباہ کی جاتی ہے۔ آزادئ نسواں کے نام پر ہر عورت کی حیاء کا جنازہ نکالا، بنت حوا کے احترام کو داغدار کیا اور اسے اپنے مقام سے گرا کر حصول مال وزر کا زینہ بنایا، شمع خانہ کو محفل کی زینت بنائی، خیر متاع الدنیا سے ملقب پاکیزہ ذات کو خواہشات کے پجاریوں کے لیے متاع لہو ولعب بنایا، مظلوم کے بجائے ظالم کی مدد کو رواج دیا۔ اسلام ظالم ومظلوم دونوں کی مدد کرکے مظلوم کا آنسو پونچھتا ہے۔ اسلام عدل وانصاف کا وہ مظہر ہے کہ انبیاء بھی اپنے فیصلے رسول ﷺ سے کروائے بغیر مطمئن نہیں رہتے تھے۔ اس کے عطا کردہ حقوق کا اندازہ چند سطروں میں نہیں کیا جا سکتا۔ انسان کی پیدائش سے لیکر موت تک تمام مسائل کا حل اسی میں موجود ہے۔ یہی ہدایت کی ضامن ہے اور یہی انسان کی زادراہ اور حقیقی آخرت کی رہنمائی کرسکتا ہے: ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (سورۃ آل عمران 85) ''اور جو بھی اس دین کے علاوہ کسی بھی طریقہ سے زندگی گذارے گا اس سے مقبول نہیں ہوگا اور آخرت کی دائمی زندگی میں انتہائی خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

NOVEMBER.indd 11 11/30/11 1:52 PM

یہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے!

محمد آصف ریاض
asif343@gmail.com

اردو میڈیا اپنی اشاعت کے لحاظ سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ لیکن معیار کے لحاظ سے یہ اپنا کوئی مقام نہیں بنا سکا ہے۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ نام نہاد اردو رائٹرس ہیں۔ اردو رائٹرس عام طور پر وہ بات لکھتے ہیں جو بات قوم سننا چاہتی ہے۔ حالانکہ کسی رائٹر کا یہ کام نہیں کہ وہ عوامی احساسات و جذبات کا ترجمان بن جائے اور جس طرح عام لوگ سوچتے ہیں وہ انھیں کی طرح سوچنا شروع کردے۔

یہ کام تو نیتا کا ہے! نیتا یہ دیکھتا ہے کہ کسی معاملہ پر قوم کس طرح سوچ رہی ہے، وہ قوم کی سوچ کو معلوم کرنے کے بعد اسی سوچ کی ترجمانی شروع کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی سیاسی دکانداری چمکنے لگتی ہے۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے عوامی لیڈر بن جاتا ہے۔ کسی رائٹر کا کام کسی نیتا کے کام سے بالکل الگ ہوتا ہے۔ کوئی نیتا قوم کے جذبات کو ایڈریس کرتا ہے اور رائٹر اس کے شعور کو ایڈریس کرتا ہے۔ رائٹر کا کام مصلح کا کام ہوتا ہے۔ اسے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کسی معاملہ میں چوک کہاں ہوگئی وہ اس چوک کا تجزیہ کر کے بتاتا ہے کہ غلطی کہاں ہوگئی۔ کوئی حقیقی رائٹر اپنا اور اپنی قوم کا گہرا محاسبہ کرتا ہے۔ وہ قوم کو اس کی ذمہ داریاں یاد دلاتا ہے۔ وہ قوم کو وہ راستہ دکھاتا ہے جس پر چل کر قوم اپنی تقدیر بدل سکتی ہے۔ نیتا یہ کرتا ہے کہ وہ قوم کو الجھا دیتا ہے۔ وہ کنفیوزن پیدا کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ قوم تو صحیح راہ پر ہے اس کے ساتھ سازش ہو رہی ہے۔ وہ سازش کی تھیوری کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے کہ قوم ناامید ہو جاتی ہے اور یہ سوچنے لگتی ہے کہ اس کی بیماری کا علاج شاید اس دنیا میں ممکن نہیں ہے۔

رائٹر اپنی قوم کے اندر 'کرنے' کی نفسیات پیدا کرتا ہے اور نیتا 'شکایت' کی نفسیات۔ رائٹر 'امید' پیدا کرتا ہے اور نیتا 'ناامیدی'

افسوسناک بات یہ ہے کہ اردو اخبارات و رسائل میں لکھنے والے زیادہ تر لوگ نیتاؤں کی بولی بولنے لگے ہیں۔ وہ اپنی تحریروں میں عام طور پر وہی بات لکھتے ہیں جو کوئی نیتا تقریری انداز میں کہیں کہتا ہے۔ گویا کہ اردو کے رائٹرس نیتا کی تقریر کو اپنی تحریر میں بدل دیتے ہیں۔ اس کا انھیں فائدہ بھی ملتا ہے۔ جس طرح کوئی نیتا اپنی جذباتی تقریر کے ذریعہ راتوں رات قوم کا ہیرو بن جاتا ہے، اسی طرح کوئی 'رائٹر نما نیتا' اپنی قوم کا ہیرو بن جاتا ہے۔ وہ جلسے اور سیمیناروں میں بلایا جاتا ہے، نیتاؤں کے ساتھ بیٹھایا جاتا ہے اور پھر اس سے جوشیلی تقریریں سنی جاتی ہیں۔ کسی قوم میں نیتا اور رائٹر کا جو فرق ہے وہ فرق ہمارے یہاں (اردو میڈیا میں)، باقی نہیں رہا۔ یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ یہیں سے ہمارا پورا کھیل خراب ہوا ہے۔ ترقی یافتہ قومیں یہ کرتی ہیں کہ جب ان کا کوئی نیتا تقریر کر کے بیٹھتا ہے تو ان کے رائٹر اس کا تجزیہ پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں لیکن اردو کا المیہ یہ ہے کہ ہمارے رائٹرس نیتا کی کہی ہوئی بات کو ہی دوہرانا شروع کر دیتے ہیں۔

آپ کوئی بھی اردو اخبار و رسائل کو اٹھا کر دیکھیں وہاں آپ کو صرف پرو بلم نظر آئے گا سلوشن نظر نہیں آئے گا۔ نیتا پرو بلم پیدا کرتا ہے اور رائٹر سلوشن۔ لیکن جس قوم کے رائٹرس بھی نیتا کا کام شروع کر دیں اس قوم میں صرف پرو بلم ہی نظر آئے گا وہاں آپ سلوشن کی توقع نہیں کر سکتے۔

بلاشبہ مین اسٹریم میڈیا مسلمانوں کے ایشوز کو اٹھانے میں ناکام رہا ہے۔ مین اسٹریم میڈیا میں مسلمانوں کے مسائل ایمانداری کے ساتھ نہیں اٹھائے گئے، جس کی وجہ سے اردو اخباروں نے اپنے مسائل اٹھانے کی ذمہ داری خود اپنے کاندھے پر لے لی، لیکن اس کام میں جس اعتدال کی ضرورت تھی ہم اس اعتدال پر قائم نہیں رہ سکے، نتیجہ کے طور پر اردو میڈیا مسائل کا پٹارہ بن گیا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے لکھنے والے ایماندارانہ تجزیہ پیش کریں۔ وہ اپنے اندر تحقیقی صلاحیت کو بڑھائیں۔ وہ اردو صحافت میں صرف اس لیے نہ کود پڑیں کہ ان کے پاس کرنے کے لیے کوئی دوسرا کام نہیں ہوتا۔ یہ بھی ایک سچائی ہے کہ بہت سارے لوگ اردو میڈیا میں اس وقت آتے ہیں جب کہ وہ کسی کام کے لائق نہیں رہتے، یعنی ریٹائرمنٹ کے بعد!!!

میں بیکار بیٹھنا نہیں جانتا

خوشونت سنگھ ایک بڑے رائٹر ہیں۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی لکھنے پڑھنے میں لگائی ہے۔ وہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھے جانے والے کالم نویس تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اب وہ زندگی کے آخری ایام میں ہیں۔ ان کی عمر 97 سال ہو چکی ہے لیکن اس عمر میں بھی وہ ہر ہفتہ دو مضامین لکھتے رہے۔ پچھلے کچھ دنوں سے انھوں نے لکھنا چھوڑ دیا ہے اور اب وہ موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کا یہ قول بہت مشہور ہوا۔ ''میں نہیں جانتا کہ بے کار کس طرح بیٹھا جاتا ہے''۔ (I do'nt know how to sit and do nothing) یہی کسی فاتح کی اسپرٹ ہوتی ہے۔ کسی فرد یا قوم کی کامیابی کا راز یہی ہے۔ دنیا کی کوئی بھی قوم اسی وقت سرخروئی کے مقام پر فائز ہوتی ہے جب کہ اس کے اندر اس طرح کے افراد پائے جاتے ہوں جو بیٹھنا نہیں جانتے، جو اپنی زندگی کے آخری ایام بھی اپنے مشن پر لگا دیں۔ جو اپنے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اپنی ہڈیوں کو گلا دیں۔ اس عظیم اسپرٹ کے بغیر کوئی بڑا کارنامہ انجام نہیں دیا جا سکتا، نہ سائنس کے میدان میں اور نہ دعوت کے میدان میں۔

علامہ ابن تیمیہ (1328–1263) ایک عظیم اسلامی اسکالر اور مفکر گزرے ہیں۔ انھیں کئی کئی بار جیل میں ڈالا گیا۔ آپ نے جیل کے اندر کئی کتابیں لکھیں جو بہت مشہور ہوئیں۔ آپ کے 'طلب علم' کا حال یہ تھا کہ آپ دن رات پڑھتے رہتے تھے اور جب کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو بہت سوچتے تھے اور جب اس سے بھی کام نہیں چلتا تو جنگل کی طرف نکل جاتے اور دعا کرتے تھے ''یا معلم ابراہیم علمنی'' اے ابراہیم کو علم سکھانے والے مجھے بھی علم سکھا۔

ابن تیمیہ کی تقریباً ایک ہزار کتابیں ہیں جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ انھیں بجا طور پر شیخ الاسلام کہا جاتا ہے۔ معروف اسلامی اسکالر مولانا وحید الدین خان نے انھیں اپنے وقت کا مجدد قرار دیا ہے۔

مولانا وحید الدین خان (January 1, 1925) بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، لیکن آج بھی وہ نہایت پابندی کے ساتھ ہر سنڈے کو اپنے اسپریچوئل کلاس سے گھنٹوں خطاب کرتے ہیں۔ وہ اس عمر میں بھی پورا 'الرسالہ' خود سے لکھتے ہیں۔ تذکیر القرآن کے نام سے ان کی تفسیر بھی شائع ہو چکی ہے، اس کے علاوہ ان کی سینکڑوں کتابیں ہیں۔ دعوہ ورک میں ان کے کنٹریبوشن کو نظر انداز کرنا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں۔ میں نے کئی بار اپنی میگزین کے لئے اردو اور انگریزی میں ان سے مضامین لکھوائے ہیں، انھوں نے ہمیشہ وقت سے پہلے اپنے مضامین ارسال کئے۔ ان کا 'بڑھاپا' ان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

اسی طرح کی ایک مثال مفسر قرآن مولانا فاروق خان صاحب کی بھی ہے۔ آپ بھی کافی بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن علم کا شوق آج بھی آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ طلب علم نے آپ کو اس طرح سرگرم رکھا ہے کہ عملی طور پر یہ ثابت کرتے رہتے ہیں کہ میں بیکار بیٹھنا نہیں جانتا: I do'nt know how to sit and do nathing سورہ قرآن کے نام سے ہندی میں آپ کی تفسیر شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ حدیث پر بھی آپ نے بہت کام کیا ہے۔ فی الحال وہ 'حقیقت نبوت' نامی کتاب پر کام کر رہے ہیں۔ بلاشبہ کسی قوم کے لئے اس قسم کے لوگ غنیمت ہیں، جو نہیں جانتے کہ کس طرح بیکار بیٹھا جاتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر کوئی قوم ناز کر سکتی ہے، اور یہی وہ لوگ ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے باعث ترغیب ہیں۔

NOVEMBER.indd 12 11/30/11 1:52 PM

امام حرم مکی فضیلۃ الشیخ اسامہ الخیاط

مبصر الرحمٰن القاسمی (کویت)
mubassir2008@yahoo.co.in

شیخ ڈاکٹر اسامہ بن عبداللہ بن عبدالغنی حرم مکی میں امام وخطیب ہیں، آپ کے والد عبداللہ بن عبدالغنی رحمہ اللہ بھی حرم مکی میں امام تھے، آپ کا نسبی تعلق قضاعہ کے قبیلہ بلی سے ہے۔ شیخ اسامہ کی پیدائش ماہ رجب کی پہلی تاریخ سال 1375ھ کو مکہ مکرمہ کے مشہور پہاڑ جبل کعبہ کے جوار میں واقع محلّہ حارۃ الباب میں ہوئی۔ مکہ مکرمہ ہی میں پرورش پائے اور سرزمین پاک کے مدرسوں میں ابتدائیہ، ثانویہ اور اعلی تعلیم حاصل کی، شیخ اسامہ نے اپنے والد محترم مشہور عالم دین سابق امام حرم شیخ عبداللہ بن عبدالغنی کی سرپرستی میں اپنے تعلیمی مراحل کی تکمیل کی۔



اعلی تعلیم: شیخ اسامہ نے سال 1997ھ میں ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ سے شریعت اسلامیہ میں بی اے کی ڈگری حاصل کی، سال 1402ھ میں مذکورہ یونیورسٹی سے شریعت اسلامیہ میں ایم اے کیا، اور سال 1408 ہجری میں ام القری یونیورسٹی کے شریعہ فیکلٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

شیخ اسامہ کو دنیا بھر کے معروف محدثین اور مستند علمائے کرام سے اجازت حدیث کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے کتب صحاح ستہ، موطا اور دیگر امہات الکتب میں مستند محدث علامہ عبیداللہ مبارکپوری، محدث جلیل علامہ ابوالفیض علم الدین یاسین بن محمد الفادانی، شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور علامہ شیخ محمد حیات سنبھلی، اسی طرح شیخ اسامہ کو علم تجوید میں علامہ شیخ محمود عبدالرحمٰن الحیّ سے اجازت حاصل ہے۔

شیخ اسامہ نے اپنے والد کے پاس حفظ قرآن کی تکمیل کی، اور بروایت حفص ان سے تجوید کی اجازت حاصل کی، اسی طرح آپ نے اپنے والد سے حدیث، فقہ اور سیرت کی متعدد کتابیں پڑھی۔

شیخ اسامہ کے شیوخ اور اساتذہ میں استاد ڈاکٹر محمد الصادق عرجون، استاد ڈاکٹر محمد ابوشہبہ، استاد شیخ عبدالرحمٰن بن حسن، استاد ڈاکٹر احمد بن محمد، استاد مصطفی التازی، اور استاد علامہ عبداللہ البسام رحمہم اللہ شامل ہیں۔

میدان عمل میں: شیخ اسامہ سال 1399ھ میں ام القری یونیورسٹی کے شریعہ اور دراسات اسلامیہ کالج کے شعبہ اسلامی قانون میں معاون لیکچرار مقرر ہوئے۔ سال 1403ھ میں اسی کالج میں پروفیسر متعین ہوئے، سال 1409ھ میں ام القری یونیورسٹی کے دعوت اصول دین کالج کے شعبے کتاب وسنت میں استاد مقرر ہوئے، اور پھر تین بار مسلسل دعوت اصول دین کالج کے شعبہ کتاب وسنت کے صدر بنائے گئے۔

حرم مکی میں: سال 1410ھ ماہ ربیع الآخر کی 29 تاریخ کو شیخ اسامہ کے نام مسجد حرام میں صحیحین، علوم حدیث، عقیدہ واسطیہ، اور موطا امام مالک اور دیگر امہات الکتب کی تدریس کے لیے شاہی فرمان جاری ہوا، اور تا حال شیخ اس ذمہ داری کو سرانجام دے رہے ہیں۔

3 ربیع الاول 1414ھ کو وزیر حج واوقاف شیخ عبدالوہاب بن احمد کے حکم کے مطابق شیخ اسامہ مکہ مکرمہ کی ایک مسجد میں امام وخطیب منتخب ہوئے۔

سال 1418ھ میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کی ایما پر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی تاسیسی کونسل کے رکن بنائے گئے۔ اسی طرح شیخ اسامہ دو برس تک رابطہ عالم اسلامی کے زیر سرپرستی قرآن وسنت کے اعجاز سے متعلق کمیٹی کے اسسٹنٹ سیکریٹری جنرل رہے۔

تالیفات اور تحقیقات: شیخ اسامہ الخیاط نے مختلف تحقیقی اور علمی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، تنقید، فقہی تجزیے اور شخصی ارتقاء پر مشتمل آپ کی دس سے زائد کتابیں منظر عام پر آئیں، مختلف ممالک سے شائع ہونے والے رسالوں میں بھی شیخ سرگرم حصہ لیتے ہیں، نیز شیخ کی تقاریر ریڈیو سے بھی نشر ہوتی ہیں۔

دعوتی اسفار: شیخ اسامہ الخیاط نے مملکت سعودی عرب سمیت متعدد ممالک میں منعقدہ دینی اور علمی کانفرنسوں اور سیمناروں میں شرکت کی، آپ نے مصر، تونس، ترکی، ملیزیا، ہالینڈ سمیت برطانیہ کے دعوتی اسفار کیے۔

جائزہ

کتنی طاقتیں ہیں جن سے آپ خوف کھاتے ہیں؟ کتنے وجود ہیں جن کو آپ خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں؟ کتنے وہ فکری مراکز ہیں جن سے آپ طریق زندگی کا سبق لیتے ہیں؟ کتنے وہ دراز ے ہیں جن پر آپ مفاد کے بھکاری بن کر جاتے ہیں؟ سوچئے! کتنے بوجھ ہیں۔ کتنی زنجیریں ہیں؟ کتنی بیڑیاں ہیں؟۔ کتنے بندھ ہیں؟ جنھوں نے آپ کی زندگی اجیرن کردی ہے۔ یہ سارے بوجھ اتار دیجیے۔ یہ ساری زنجیریں اور بیڑیاں کاٹ دیجیے۔ صرف ایک اللہ سے ڈریئے۔ ایک اللہ سے ڈرنے کی فکر کیجیے۔ ایک اللہ سے زندگی کی ہدایت مانگئے۔ ایک اللہ کے سامنے ہر سوال رکھئے۔ باقی سارے معبودوں کو فراموشی کے سمندر میں ڈبو دیجیے۔ زندگی ہلکی پھلکی اور آسان ہوجائے گی۔

انمول موتی

پتھر ہر ایک کے لیے سخت ہے مگر اس شخص کے لیے نرم ہوجاتا ہے جس نے اس کو توڑنے کا اوزار فراہم کرلیا ہو۔ یہی صورت ہر معاملہ میں پیش آتی ہے۔ اگر آپ لیاقت اور اہلیت کے ساتھ زندگی کے میدان میں داخل ہوں تو ہر جگہ آپ اپنا حق وصول کرکے رہیں گے۔ اگر لیاقت واہلیت کے بغیر آپ نے زندگی کے میدان میں قدم رکھا ہے تو آپ کے لیے اس دنیا میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اپنی مفروضہ حق تلفی کے خلاف فریاد واحتجاج کرتے ہیں۔ ماہول سے امید رکھئے۔ بلکہ اپنی محنت ولیاقت پر بھروسہ کیجیے، آپ کو کبھی ماحول سے شکایت نہ ہوگی۔

NOVEMBER.indd 13 11/30/11 1:52 PM

مولانا الیاس ندوی بھٹکلی سے ایک ملاقات

محمد خالد اعظمی (کویت)
taleem95@hotmail.com

40 سالہ خوش اخلاق، بلند ہمت اور متحرک شخصیت مولانا الیاس ندوی بھٹکلی کا میدان دعوت ہے، انداز نرالا ہے، طریقہ نیا ہے، اور دعوتی مقصد کے تحت بعض اہم کتابیں تیار کی ہیں۔ مولانا بھٹکل کے رہنے والے ہیں، عالمیت تک کی تعلیم جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں ہوئی۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے 1989ء میں فضیلت کیا۔ ندوۃ سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں تفسیر وحدیث کے استاد مقرر ہوئے۔ وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے چار سالوں سے شوری کے رکن ہیں۔ عالمی رابطہ ادب اسلامی کرناٹک، گواو کیرالا اور کل ہند پیام انسانیت کرناٹک کے جنرل سکریٹری، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل کے مؤسس اور جنرل سکریٹری ہیں۔ ذیل کے سطور میں مولانا الیاس ندوی سے ملاقات کی ہلکی سی جھلک پیش خدمت ہے۔



سوال: سب سے پہلے آپ ہمیں بھٹکل کی بابت بتائیں جہاں سے آپ کا تعلق ہے؟

جواب: بھٹکل شہر پہاڑوں کے درمیان، بحیرہ عرب کے کنارے اور ناریل کے خوبصورت باغات کے سایوں میں واقع ہے، اس کی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ عہد ٹیپو میں اس کی فوجی تربیت گاہ تھی، اور اس کے بحری بیڑے کا مرکز بھی تھا، بھٹکل ملک کے دیگر مسلمانوں کے لیے قابل رشک ہے۔ وہاں کے مسلمانوں میں دینی حمیت، غیرت اسلامی، امن پسندی، مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ بھٹکل کے مسلمان مسلکاً شافعی ہیں، مزاجاً توسع پسند اور عملاً تاجر ہیں۔ صحیح تاریخی روایات کے مطابق سندھ پر محمد بن قاسم کے حملہ اور گجرات میں مبلغین اسلام کی آمد سے بھی بہت پہلے یہاں اسلام کا پیغام عہد نبوی ہی میں عرب تاجروں کے ذریعہ پہونچ گیا تھا۔

سوال: بھٹکل کے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے کیا لائحہ عمل ہے؟

جواب: کل ہند مجلس مشاورت کے طرز اور اسی نہج پر ایک کمیٹی بنائی ہے جس کا نام مجلس اصلاح وتنظیم ہے اس کے ماتحت قرب وجوار میں سوسال سے مسلمانوں کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے کی کامیاب کوششوں کا یہ حال ہے کہ پارلیمانی اور اسمبلی الیکشنوں کے موقع پر تنظیم کا حتمی فیصلہ آخری فیصلہ ہے جسے لوگ اپنے مزاج وذوق اور سیاسی وابستگیوں کو بالائے طاق رکھ کر ماننے کے لیے آج بھی پابند ہیں۔

سوال: وہاں کے مسلمانوں کی تعلیمی سرگرمیاں کیا ہیں؟

جواب: بھٹکل کے مسلمانوں کی تعلیمی سرگرمیاں بہت ہی تشفی بخش ہیں، انجمن حامئ مسلمین کی سرپرستی میں پرائمری سے لیکر کالج تک کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ تعلیمی اداروں کا حال یہ ہے کہ وہ سب خود کفیل ہیں یہاں تک کہ انجینئرنگ کالج بھی مقامی مسلمان حکومت سے مالی مدد لیے بغیر چلا رہے ہیں اور ان اداروں کی خاص بات یہ ہے کہ جمعہ کو تعطیل رہتی ہے۔ اس وقت انجمن کے تحت پانچ ہزار سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

سوال: دینی تعلیم کا کیا انتظام ہے؟

جواب: ہمارے یہاں کے دینی تعلیمی اداروں میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا نصاب شامل ہے بالخصوص جامعہ اسلامیہ بھٹکل کی نظیر ملک میں اس حیثیت سے نہیں ملتی کہ یہاں ایک ہزار سے زائد طالبان علوم نبوت مکتب سے عالمیت تک کی تعلیم کا مکمل بندوبست ہے۔ 90 فیصد مقامی طلبہ ہیں، قیام وطعام میں وظیفوں کا وہ تصور نہیں جو عام طور پر مدارس میں پایا جاتا ہے۔ خوشحال گھرانوں کی بھی بھرپور نمائندگی ہے، ڈھائی سو کے قریب مقامی لڑکے عالمیت اور فضیلت کر چکے ہیں اور آج وہ دینی علوم میں اپنا مقام پیدا کر رہے ہیں۔ یہ ادارہ برصغیر میں مسلک شافعی کا سب سے بڑا مرکز ہے۔

سوال: لڑکیوں کی دینی تعلیم کا کیا نظم ہے؟

جواب: بچیوں کی دینی تعلیم کا ایک عظیم الشان ادارہ جامعۃ الصالحات ہے جس میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی تعداد ساڑھے پانچ سو ہے، اور یہ تمام لڑکیاں ہائی اسکول وکالجز سے فارغ ہوکر عالمیت کا کورس کر رہی ہیں اور تمام طالبات مقامی ہیں۔

سوال: بلاسودی بینک کا کیا نظم ہے؟

جواب: اسلام میں بلاسودی بینکنگ کا تصور پایا جاتا ہے یہ مسلمانوں کے لیے بہت ہی ضروری ہے، بھٹکل کے ویلفیئر سوسائٹی کے تحت چلنے والے اسلامی بینک میں رائج نظام کو قریب سے دیکھیں۔

سوال: کیا خلیجی ممالک میں بھٹکلی مسلمانوں کی جماعت کا کوئی وفاق ہے؟

جواب: خلیجی ممالک میں قائم بھٹکلی جماعتوں کا وفاق بھٹکل مسلم خلیج کونسل ایک چلتا پھرتا نمونہ ہے جو اپنے مقاصد اور سرگرمیوں کے اعتبار سے ملک کے موجودہ حالات میں مسلمانان ہند کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ ہے، اس کی مثال دوسروں کے یہاں مفقود ہے۔

سوال: قلمی میدان میں آپ کی کس نے رہنمائی کی ہے؟

جواب: قلمی میدان ایک ایسا سنگلاخ میدان ہے جہاں ہر شخص کا چلنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں لیکن پھر بھی میں نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی میں قدم رکھا، مرحوم نے میری قدم قدم پر رہنمائی کی ہے، ان کی وفات کے بعد میری رہنمائی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سرپرست مولانا سید رابع حسنی ندوی کر رہے ہیں۔

سوال: آپ کی تصنیفات کون کون سی ہیں؟

جواب: الحمدللہ میری کئی مطبوعات ہیں اور سیکڑوں مضامین اخبارات ورسائل میں چھپے ہیں۔ لیکن سب سے مشہور کتاب ''ٹیپو سلطان۔ حیات وخدمات'' چند سالوں قبل منظر عام پر آکر داد تحسین حاصل کر چکی ہے۔ یہ کتاب تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ۶ زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں، عربی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہوا

NOVEMBER.indd 14 11/30/11 1:52 PM

اوردار القلم دمشق سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں تصنیف کی تھی۔ ایک دوسری کتاب اسلامی عقائد کے بنیادی تعارف (توحید، رسالت، آخرت) کے موضوع پر لکھی ہے، جس کا ترجمہ دنیا کی ۱۲ زبانوں میں ہو چکا ہے۔

سوال : دعوتی نقطہ نظر سے اسکولی بچوں کے لیے کتابیں تصنیف کی ہیں؟

جواب : جی ہاں! میں نے اسکولی بچوں کے لیے اسلامیات سے متعلق ایک سیریز تیار کی ہے جو یو کے جی سے لے کر دسویں کلاس کے نصاب میں داخل ہے۔ یہ کتاب بھی کافی مقبول ہوئی ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ انڈیا کے علاوہ پاکستان، سنگاپور، ملیشیا، تھائی لینڈ اور خلیج کے بعض ممالک کے ۱۳۰۰ اسکولوں میں شامل ہے۔

سوال ۔ آپ نے جو کتابیں تیار کی ہیں اس کی خاص بات کیا ہے؟

جواب۔ خاص بات یہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم یا کوئی شخص میری کتابوں کی سیریز کا مطالعہ کر لے تو اس کی معلومات مدرسہ سے فارغ کسی مولوی سے کم نہیں ہوگی۔

سوال ۔ آپ نے جو نصاب تیار کیا ہے اس میں کتنے افراد نے شرکت کی تھی؟

جواب ۔ اسکولوں اور کالجز کی سطح پر میرے تیار کردہ اسلامک اسٹڈیز کے امتحانات میں اس سال ستاون ہزار پانچ سو لڑکوں نے شرکت کی۔ اس نصاب کو جاپان میں کافی سراہا گیا، اب اس کو آن لائن شروع کرنے کا پروگرام بن گیا ہے۔

مالدیپ، ملیشیا، سنگاپور وغیرہ جیسے ممالک میں میرے اس نصاب کو کافی سراہا اور پسند کیا گیا۔

سوال۔ آپ کا مستقبل میں کیا کرنے کا پروگرام ہے؟

جواب۔ مستقبل میں کرنے کے بہت سارے کام ہیں لیکن سب سے اہم پروگرام بھٹکل میں مولانا سید ابوالحسن علی یونیورسٹی قائم کرنے کا ہے۔ اس پروجیکٹ کی ابتدائی کاروائی مکمل ہو چکی ہے۔ مثلاً علی اسلامک پبلک اسکول اس وقت ملک کے مختلف علاقوں میں کل ۹ اسکول کھلے ہیں، اور آئندہ سال تک ۵۰ اسکول کھولنے کا پروگرام ہے۔ اس کے بعد کالج کھولنے کا پروگرام بھی ہے، اور آخر میں یونیورسٹی کا نمبر آتا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ کام ہو رہا ہے ان شاء اللہ مستقبل میں آپ دیکھیں گے کہ بھٹکل کی سرزمین پر ایک عظیم الشان یونیورسٹی منظر عام پر آئے گی۔ یونیورسٹی کا مقصد ہوگا عصری علوم کو اسلامی ماحول اور اسلامی حدود میں رکھتے ہوئے فروغ دینا۔

سوال۔ مختلف مسالک اور جماعتوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

جواب۔ اس کا سب سے اچھا علاج آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا پلیٹ فارم ہے، کیونکہ اس میں تمام مسالک اور جماعتوں کے لوگ ہیں۔ ہم ایک دوسرے پر تنقید کرنے سے پہلے اپنا محاسبہ کریں، یہ ایسا طریقہ ہے جس سے اختلاف کو ختم نہیں تو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

سوال ۔ بھٹکل کے مسلمانوں کی سرگرمیاں کیا ہیں؟

جواب۔ بھٹکل ہندوستان کے صوبہ کرناٹک کا ایک شہر ہے، جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے، زیادہ تر لوگ تجارت سے منسلک ہیں، بھٹکل کے زیادہ تر افراد خلیجی ممالک میں تجارت سے منسلک ہیں، بلکہ لوگوں کا کہنا ہے کہ بھٹکل ہندوستان کا دبئی ہے۔ بھٹکل کے مسلمانوں کی اجتماعیت رگ رگ میں پیوست ہے۔ بھٹکلی مسلمانوں کی بعض اہم خصوصیات:

۔ **جماعتی نظام**: بھٹکل کے مسلمان کا جماعتی نظام کے تحت ایک دارالقضاء ہے، وہاں کے مسلمان اپنے مسائل کو لے کر اسی دارالقضاء میں جاتے ہیں، اور وہاں جو بھی فیصلہ ہو اس کو بصد احترام قبول کرتے ہیں۔

۔ **مجلس اصلاح وتنظیم** : یہ بھی ایک سماجی واصلاحی پلیٹ فارم ہے جس سے سارے مسلمان وابستہ ہیں۔ بھٹکل کا کوئی بھی مسلمان اپنی مرضی سے نہ کسی پارٹی کو ووٹ دے سکتا ہے اور نہ ہی الیکشن میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

سوال: حصول مقصد کی خاطر بیرون ممالک کا سفر کیسا رہا؟

جواب۔ دعوتی نقطہ نظر سے میں نے گزشتہ گیارہ ماہ میں ۱۳ ممالک کا سفر کیا ہے۔ جیسے جاپان، سنگاپور، ملیشیا، تھائی لینڈ، فلسطین، شام، اردن اور خلیجی ممالک ہیں۔ سب سے کامیاب سفر جاپان کا رہا ہے جہاں اسلامک سنٹر کے ذمہ داروں نے میرے دعوتی پروگرام کو غیر مسلموں میں متعارف کرایا جسے لوگوں نے کافی سراہا۔

سوال۔ تعارف اسلام کے لیے آپ کونسا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟

جواب۔ تعارف اسلام پروگرام بہت ہی سادہ اور آسان ہے، عام طور پر سیرت پر مضمون نویسی مقابلہ مقامی صوبائی اور ملکی سطح پر کرواتا ہوں، اور اول، دوئم اور سوئم آنے والے شخص کو بڑی رقم انعام میں دیتا ہوں۔ گزشتہ دنوں جو انعامی مقابلہ رکھا تھا اس میں پہلے نمبر پر آنے والے کو پچاس ہزار روپئے کا انعام دیا گیا تھا۔

سوال ۔ انعامی مقابلے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب۔ میں نے ملکی پیمانے پر ایک مقابلہ کروایا تھا، جس کا عنوان تھا ''اسلام امن کا پیغام'' میں نے اخبارات میں اشتہار نکلوایا، انعام کی رقم پچاس ہزار تک رکھا، اعلان میں یہ بات بھی تھی کہ جو لوگ کتابیں مراجع کی حیثیت سے چاہتے ہوں وہ لوگ خطوط لکھیں ادارہ کتابیں مفت ارسال کرے گا، اس طرح 1350 اشخاص نے خطوط لکھے، ادارہ نے انہیں مفت کتابیں ارسال کیں۔ انعام حاصل کرنے کی لالچ میں گہرائی سے کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دوران مطالعہ وہ اسلام کی تعلیمات سے بخوبی واقف ہو جاتے ہیں۔

سوال: کیا سیرت پر انعامی مضمون نویسی سے کوئی مسلمان ہوا ہے؟

جواب: ہاں، لیکن ایک مثال پیش کرتا ہوں، ایک لڑکی جو کالج کی طالبہ تھی، انعام کی لالچ میں اس نے 170 صفحات پر مشتمل مضمون لکھ کر میرے پاس بھیجا، حسن اتفاق اس کو 50 ہزار کا پہلا انعام ملا، فون کر کے اس کو خوشخبری سنائی تو اس کا جواب چونکا دینے والا تھا وہ کہتی ہے کہ: پہلے میں غیر مسلم تھی لیکن انعام حاصل کرنے کے بہانے میں نے اسلام کا مطالعہ کیا، اور اسلام سے اچھی طرح واقف ہو گئی لہذا اب میں مسلمان ہو چکی ہوں، مجھے انعام کی رقم نہیں چاہئے بلکہ یہ انعام کسی اور کو دے دیں۔ اللہ اکبر

اس طرح کی کئی مثالیں میرے پاس ہیں۔

سوال ۔ کیا آپ نے بیرون ممالک میں بھی انعامی مقابلات کروائیں ہیں؟

جواب ۔ ۱۵ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعرات خلیجی ملک عمان میں ''رسول اللہ ﷺ امن کے پیغامبر'' کے عنوان پر مضمون نویسی کا مقابلہ کروایا۔ ۳۵۰ سے زائد لوگوں نے مقابلہ میں حصہ لیا۔ مضمون نویسی کا یہ مقابلہ جملہ ۴ زمروں پر مشتمل تھا:

۱۔ ۱۶ سال سے کم عمر کے مسلمانوں کے لیے

۲۔ ۱۶ سال سے زیادہ عمر کے مسلمانوں کے لیے

۳۔ ۱۶ سال سے کم عمر کے غیر مسلموں کے لیے

۴۔ ۱۶ سال سے زیادہ عمر کے غیر مسلموں کے لیے

مسقط کی سلطان قابوس مسجد کے ہال میں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی، پروگرام کے اخیر میں غیر مسلم انعام یافتگان کو بھی خطاب کرنے کا موقع دیا گیا۔ جس میں ان لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ اس مقابلہ کے ذریعہ انہیں پیغمبر اسلام اور ان کی تعلیمات کو قریب سے سمجھنے اور پڑھنے کا موقع ملا۔

NOVEMBER.indd 15 11/30/11 1:52 PM

دعا ایک نادیدہ خزانہ ہے

محمد ابرار کلیم القاسمی (کویت)
ab_rar30@yahoo.co.in

دعا ایک عظیم نعمت اور انمول تحفہ ہے، اس دنیا میں کوئی بھی انسان کسی بھی حال میں دعا سے مستغنی نہیں ہوسکتا، دعا اللہ کی عبادت ہے، دعا اللہ کے متقی بندے اور انبیائے کرام کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک ممتاز وصف ہے، دعا اللہ تعالی کے دربار عالیہ میں سب سے باعزت تحفہ ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیس شیء اکرم علی اللہ عز وجل من الدعاء (الترمذی : الدعوات 3370 وابن ماجہ : الدعاء 3829) ''دعا سے بڑھ کر اللہ تعالی کے یہاں کوئی چیز باعزت نہیں'' دعا اللہ تعالی کے یہاں بہت پسندیدہ عمل ہے: سلوا اللہ من فضلہ فإنہ یحب ان یسأل (المعجم الکبیر للطبرانی ج 10 صفحہ 101) ''اللہ سے اس کا فضل مانگو کیوں کہ وہ اپنے سے مانگنے کو پسند کرتا ہے''۔

دعا شرح صدر کا سبب ہے، دعا سے اللہ تعالی کے غصہ کی آگ مدھم پڑتی ہے، دعا اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کی گائیڈ لاین ہے، دعا آفت ومصیبت کی روک تھام کا مضبوط وسیلہ ہے، بلاشبہ دعا اپنی اثر انگیزی اور تاثیر کے لحاظ سے ایک حقیقت اور مومن کا ہتھیار ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: الدعاء سلاح المؤمن وعماد الدین ونور السموات والأرض (رواہ الحاکم وھو حسن 10) ''دعا مؤمن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمان وزمین کی روشنی ہے''۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں صاف صاف اعلان کیا: ﴿وإذا سألك عبادی عنی فإنی قریب أجیب دعوۃ الداع إذا دعان﴾ سورۃ البقرہ 186 ''جب میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں، تو میں قریب ہوں، دعا کرنے والا جب مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں''۔ یقیناً یہ اللہ کا فضل اور کرم ہی ہے کہ بندوں کے ہر عمل سے بے نیازی کے باوجود وہ اپنے ہی سے مانگنے کا حکم کرتا ہے: ﴿یاایھا الناس انتم الفقراء إلی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید﴾ سورہ فاطر 15 ''اے لوگو تم اللہ تعالی کے محتاج ہو اور اللہ تعالی بے نیاز بڑی تعریف والا ہے''۔

حدیث قدسی میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے میرے بندے تم بے راہ ہو جب تک میں تمہیں ہدایت نہ دوں، لہذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندے تم سب بھوکے ہو سوائے اس شخص کے جسے میں کھلاؤں، لہذا تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندے تم رات اور دن غلطیوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشنے والا ہوں، لہذا تم مجھ سے مغفرت طلب کرو، میں بخشش کرنے والا ہوں''۔ (رواہ مسلم)

دعا کا حیات انسانی سے گہرا تعلق ہے اور اپنے اثرات کے لحاظ سے ایک مسلمہ تاریخ ہے اور رب کریم کے نادیدہ خزانوں سے بھی اس کا عظیم ربط وتعلق ہے، اللہ تعالی نے بہت کریمانہ انداز میں قرآن پاک میں حضرت موسی علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے:

''اور ایک شخص شہر کے پرے سرے سے دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا، اے موسی: بے شک سردار تیرے بارے میں مشورہ کررہے ہیں تاکہ تجھے قتل کرڈالیں، پس تو (یہاں سے) نکل جا، بے شک میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ پس وہ نکلا وہاں سے ڈرتے ہوئے اور انتظار کرتے ہوئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے''۔ (سورہ قصص 20)

چنان چہ حضرت موسی علیہ السلام فرعون کی طاغوتیت وملوکیت کی حدود کو پار کرکے مدین جا پہونچے اور اللہ تعالی سے دعا کی: ﴿رب نجنی من القوم الظالمین﴾ سورہ قصص 21 ''اے میرے پروردگار! مجھے ظالم قوم سے بچالے''۔ اللہ نے حضرت شعیب کو ان کی معاونت کے لیے لا کھڑا کیا اور ان کی زبانی اعلان کروایا: ﴿قال : لاتخف نجوت من القوم الظلمین﴾ سورہ قصص 25 ''ڈرو نہیں تم ظالموں کی قوم سے بچ آئے ہو''۔ حضرت موسی علیہ السلام بے نوا مسافر کی طرح تھکے ہارے ایک صحرائی درخت کی چھاؤں میں فروکش ہوئے اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور دعا کی: اے رب کریم جو بھلائی میرے لیے نازل فرمائے میں اس کا شدید محتاج ہوں: رب إنی لما أنزلت إلي من خیر فقیر (سورہ قصص 24) ''اے پروردگار! اس بھلائی کا میں محتاج ہوں جسے تو نازل کرے''۔ اسی لمحے رب کریم کے نادیدہ خزانوں کا منہ کھل گیا اور رزق حسنہ کے سوتے ابل پڑے:



''پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی (یعنی حضرت موسی علیہ السلام نے مدین کے کنوئیں پر دو عورتوں کو بالکل تمام لوگوں سے علیحدہ پایا تو انہوں نے معلوم کیا کہ آخر کیا ماجرہ ہے، تو اس نے بتایا کہ ہم پانی نہیں پلاتے یہاں تک کے یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلاکر واپس نہ لے جائیں اور ہمارے ابا بوڑھے ہیں تو حضرت موسی علیہ السلام نے بکریوں کو پانی پلانے میں مدد کی) وہ بولی بے شک ہمارے والد تمہیں بلا رہے ہیں کہ تمہیں اس کا صلہ دیں جو تو نے ہمارے لیے بکریوں کو پانی پلایا ہے پھر جب موسی علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے احوال بیان کیا تو اس نے کہا: ڈرو نہیں، تم ظالموں کی قوم سے نکل آئے ہو، ان (بیٹیوں) میں سے ایک نے کہا: اے میرے والد، اسے ملازم رکھ لیں، بے شک جسے آپ ملازم رکھیں بہتر وہ ہے جو طاقت ور امانت دار ہو، شعیب علیہ السلام نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے اس شرط پر کردوں کہ تم آٹھ سال میری ملازمت کرو، اگر دس سال پورے کرو تو وہ تمہاری طرف سے نیکی ہوگی، میں نہیں چاہتا کہ میں تم پر مشقت ڈالوں، اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب مجھے خوش معاملہ لوگوں میں سے پاؤ گے، موسی علیہ السلام نے کہا: یہ میرے اور تمہارے درمیان (عہد) ہے میں ان دونوں میں سے جو مدت پوری کروں مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں۔

اب موسی علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی، روٹی کا بندوبست ہوگیا، مکان کا انتظام کردیا گیا، اہل وعیال والے بن گئے، ریوڑ چرانے کے لیے مل گیا، یعنی باروزگار ہوگئے اور تربیت کے لیے حضرت شعیب سا مربی مل گیا۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

حضرت موسی علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے بنو اسرائیل پر نادیدہ خزانوں کے منہ وا ہوگئے اور صحرائے سنین میں وہ لطف اندوز ہوتے رہے، من وسلوی کا نزول ہوتا رہا اور بادلوں کے سائے سایہ فگن رہے، جب پیاس لگی تو لاٹھی ماری 12 قبیلوں کے لیے بارہ چشمے جاری ہوگئے۔ (جاری)

NOVEMBER.indd 16 11/30/11 1:52 PM

جیتے ہیں آرزو میں جینے کی.....

اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

آدمی بستی میں اتنی رونق سی کیوں ہے؟ یہ سرور کیسا اور یہ مستی کیا ہے؟ یہ ولولے، یہ ہمہمے کس لیے ہیں؟ شہروں میں بھیڑ کا راز کیا ہے، رہگذروں میں اتنی چہل پہل کیوں ہے اور بازاروں میں گہما گہمی کیسی ہے؟ ہاں، یہ سب کل کا کرشمہ ہے... آنے والے کل کی تمنا... سے ہونٹوں پر مسکان سجی ہے... اسی کی امید نے شہروں کی رونق بڑھادی ہے، اس کو پانے کا بیتابانہ شوق ہی... ان ولولوں اور ہمہموں کا راز ہے۔ اسی کل کی تیاری کے لیے راہوں میں چہل پہل اور بازاروں میں بھیڑ لگی ہے....

آدمی ہر صبح لباس زیب تن کیے گھر سے نکلتا ہے مگر وہ اس بات سے بیخبر ہوتا ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے اتار پائے گا بھی نہیں..... ہر روز سورج کے چڑھتے ہی دروازے پر من موہنی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شوہر کو رخصت کرنے والی عورت نہیں جانتی کہ شام ڈھلے انہیں مسکان سجائے ہونٹوں سے اسے خوش آمدید کہے گی یا کوئی ناگہانی خبر اس کے پلکوں کو بھگا دیگی..... انسان وقت کے فیصلوں سے انجان ہوتا ہے۔

تَزَوَّدْ مِنَ التَّقْوٰی فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ
اِذَا جَنَّ اللَّیْلُ هَلْ تَعِیْشُ اِلَی الفَجْرِ
فَکَمْ مِنْ سَلِیْمٍ مَاتَ مِنْ غَیْرِ عِلَّةٍ
وَکَمْ مِنْ سَقِیْمٍ عَاشَ حِیْنًا مِنَ الدَّهْرِ
وَکَمْ مِن فَتًی یُمْسِیْ وَ یُصْبِحُ آمِنًا
وَقَدْ نُسِجَتْ اَکْفَانُهٗ وَهُوَ لَا یَدْرِیْ

''تقوی کو زاد بنالے کہ تو نہیں جانتا کہ جب رات چھائے گی تو، تو سحر تک زندہ رہ پائے گا بھی کہ نہیں (دیکھ) کتنے ہی صحتمندوں کو موت نے آدبوچا اور انہیں کوئی بیماری بھی نہیں تھی جبکہ بیمار زمانے تک جی گئے۔

اور (یہ بھی دیکھ لے کہ) کتنے تنومند و جواں شام و سحر کرتے ہیں تو وہ صحیح سالم ہوتے ہیں اور پھر انہیں پتا بھی نہیں چلتا کہ انہیں کفن میں لپیٹ دیا گیا ہے''۔

انسان نے اوزار بنائے اور زمین کا سینہ چیر کر اس کی تہہ تک پہنچ گیا، اس میں پوشیدہ اسرار ڈھونڈ نکالے۔ اس نے اسباب ایجاد کیے اور کرۂ ارض کی مسافت سمیٹ کر رکھ دی۔ علم و فن کی سیڑھیاں لگا کر وہ آسماں کی بلندی میں پہنچا اور فلک پیمائی کے مزے لوٹے۔ اس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا اور چاند پر اپنے ہی قدموں کی آہٹ سنی، اس نے جلتے بجھتے ستاروں کی کمین گاہوں کا پتہ لگایا..... اس نے جنگلوں کو چھانا، اجڑے دیاروں کو ادھیڑا اور بھولی بسری یادوں سے اپنا رشتہ جوڑا..... اور اپنے ہی ماضی کا ورق ورق کتابِ ہستی میں جمع کرتا گیا.....

یہ ورق ورق تیری داستاں، یہ سبق سبق تیرے تذکرے
میں کروں تو کیسے کروں الگ، تجھے زندگی کی کتاب سے

مگر وہ آنے والے کل کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہے۔ کل کیا ہے؟ کل، آنے والا مبہم لمحہ ہے۔ کل اپنی آغوش میں کیا بھر کے لائے گا کوئی کہہ نہیں سکتا۔ کل..... سربستہ راز ہے، کل ایک سرّ نہاں ہے.....

کل کی آرزو نے پادشاہوں کو خدائی کے دعویدار بنایا..... اسی نے حاکم کو ظالم، تاجر کو چور اور لٹیرا اور امیر کو بخیل اور مغرور بنادیا ہے۔ کل کی خواہش نے ہی انسان کو کل کے انجام سے بیگانہ کردیا ہے۔

بنتے بنتے ڈھے جاتی ہے دل کی ہر تعمیر
خواہش کے بہروپ میں شاید قسمت رہتی ہے

کل جن کی محفلوں میں مسکراہٹیں چھن چھن کرتی تھیں آج ان کے بام و در سے سناٹوں کی سن سن سنائی پڑتی ہے، کل جن کے لبوں سے خوشیوں کے گیت تھرکتے تھے آج انہیں کی اکھیاں اپنی حالت زار پر چھم چھم برس رہی ہیں.... پھر بھی سبھی کل کے انتظار میں بیکل ہیں۔

زندگی انسان کی ہے مانند مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا، کوئی دم چہچہایا، اڑ گیا
آہ! کیا آئے ریاض دہر میں ہم اور کیا گئے!
زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کھلے، مرجھا گئے

کس کو مقدور ہے کہ آئینۂ ایام میں اپنی ادا دیکھ سکے۔ آدم (علیہ السلام) کی خطا کیا تھی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ بقائے ابدی کی خواہش نے انہیں پھسلا دیا تھا.....؟ ﴿فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا یَبْلٰی.....﴾ ''لیکن شیطان نے اس کو پھسلایا کہنے لگا ''آدم، بتاؤں تمہیں وہ درخت جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے''۔

یہ انسان کی سوچ کو کیا ہوگیا ہے کہ جس کل کی اُسے کوئی خبر نہیں ہے اس کے لیے اس نے اپنا آج لگا رکھا ہے مگر جس کل کے آنے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس سے وہ سرے سے بیخبر ہے۔ ہر کوئی دوسرے کو گذرے ہوئے کل کے کارنامے پر مبارکبادی دے رہا ہے۔ ہر کوئی یہاں دیر تک جینے کی آرزو میں جیتا ہے۔ آخر انہیں دنیا سے ایسا کیا ملا ہے کہ وہ کل بھی اس میں رہنا چاہتے ہیں۔

کل..... کل..... کل..... کل کس نے دیکھا ہے؟ کل کا بھروسہ بھی کیا ہے؟

''آج کے کام کو کل پر مت ٹال، تیرا دن تو آج ہے۔ آنے والا کل..... وہ تیرا نہیں ہے۔ تجھے 'کل' مل جائے تو اُسے بھی آج کی طرح گزار دے۔ اگر تیرے نصیب میں 'کل' نہ آئے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ 'آج' کی لاپرواہی پر تجھے پچھتانا پڑے.....'' حسن بصریؒ کے یہ کیسے روح افزا کلمات ہیں.....!

کسی شاعر نے اسی خیال کو الفاظ کی شکل اس طرح دی ہے

''آنے والا پل جانے والا ہے.....
ہو سکے تو اس میں زندگی بتا دو پل جو یہ جانے والا ہے
اک بار وقت سے لمحہ گرا کہیں
وہاں داستاں ملی لمحہ کہیں نہیں.....''

اقبالؒ نے اسی حقیقت کو یوں واشگاف کیا ہے

زمانے کی یہ گردش جاودانہ
حقیقت ایک تو، باقی فسانہ
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط امروز ہے تیرا زمانہ

لوگ کل کی آرزو میں آج کو ٹال دیتے ہیں..... چھاؤں کی امید انہیں دھوپ کی تپش سہنے کی طاقت دیتی ہے اور سحر کی خواہش میں وہ رات کی تاریکی کو انگیز کر لیتے ہیں۔ مگر کل کی تمنا میں... گزرنے والے لمحوں کو کھو دینے والے کو اقبال کا ''زمانہ'' تنبیہ کرتا ہے کہ

نہ تھا اگر تو شریک محفل، قصور میرا ہے یا کہ تیرا؟
مرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ

زندگی لمحوں کا کھیل ہے، انسان وقت کی پیٹھ پر سوار ہے، وہ چلے یا نہ چلے وقت کا جہاز اسے ہولے ہولے بڑھا لے جا رہا ہے۔ شام و سحر سفر کے مراحل ہیں جنہیں آدمی منزل سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتا ہے۔ (باقی صفحہ 7 پر)

NOVEMBER.indd 17 11/30/11 1:54 PM

فرسٹ ایڈ یا گھریلو علاج

ڈاکٹر بلیغ الدین جاوید

زخم درست کرنا : تل لیں اور اسے شہد میں پیس کر لیپ سا بنالیں اور پھر اس لیپ کو مرہم کی مانند محفوظ کرلیں جب بھی کہیں زخم ہو وہاں یہ لیپ مرہم کی مانند مل دیں۔ زخم جلد مندمل ہوجائیں گے۔

آنکھوں کے درد کا علاج : آنکھوں پر خالص دودھ کی ملائی کسی کپڑے پر رکھ کر باندھ دیں۔ اس دوران آنکھیں بند رکھیں۔ کم ازکم پانچ گھنٹے آنکھیں بند ہی رہنے دیں۔ آنکھوں کے ہر مرض کی شفا اس میں ہے۔ آنکھوں میں درد ہو تو روئی کا پھایا لیں اور اسے گرم دودھ میں ڈبو کر آنکھوں کے پاس ٹکور دیں۔ آنکھوں کا درد دور ہوجائے گا۔ آنکھوں میں ذرا سا شہد ڈال لیں اور پھر پندرہ بیس منٹ کے بعد اسے دھولیں۔ آنکھوں کا درد دور ہوجائے گا اور بینائی میں اضافہ ہوگا۔

پلکوں کو دراز کرنے کی ترکیب : دودھ لیں اور کسی فلالین کے کپڑے کو اس گرم دودھ میں ڈال کر آنکھوں پر رکھ دیں۔ جب اس کی گرمائش کم ہوجائے تو اس عمل کو بار بار کریں۔ مگر چار پانچ بار سے زیادہ نہیں، اس سے پلکوں کی نشوونما ہوگی اور خوبصورت دکھائی دیں گی۔

چیچک کے داغ دور کرنا: خالص پستے لیجئے اور اسے پیس کر سفوف سا بنا لیجئے اور پھر رات کو سوتے وقت چیچک کے داغوں پر مسلسل ملئے۔ چھ ماہ ایسا کرتے رہیں پہلے داغ مدھم پڑ جائیں گے اور پھر آہستہ آہستہ ختم ہوجائیں گے۔ اس طریقے میں آپ کو انتظار ضرور کرنا پڑے گا، مگر اس انتظار کا نتیجہ خوبصورتی کی شکل میں سامنے آسکے گا۔

جسم میں چبھا ہوا کانٹا نکالنے کا طریقہ

جب جسم میں کانٹا چبھ جائے اور اس قدر اندر چلا جائے کہ کوشش کے باوجود نہ نکلتا ہو تو گھبرائیے نہیں۔ ذرا سا گڑ لیجئے اور پیاز لے کر اسے کاٹ لیجئے اور ان دونوں کو ملا کر اس جگہ پر باندھ دیجئے۔ کانٹا خود بخود باہر آجائے گا۔

دردشکم کے لیے : ذرا سا گڑ لیجئے اور چند مرچوں کے بیج نکال لیجئے اور اسے یکجا کر کے تین چار بار نگل لیجئے۔ کچھ ہی دیر میں آپ خود کو مکمل صحتمند پائیں گے۔ ذرا سا نمک کھائیے اور اوپر سے گرم پانی کا ایک گلاس پی لیجئے۔ درد شکم کو افاقہ ہوگا۔

منہ کے چھالے ختم کرنے کے لیے :

کافور اور کتھا لیجئے اور اسے پیس کر دن میں تین چار بار ان چھالوں پر ملئے، افاقہ ہوگا۔

ذرا سی مہندی پانی میں بھگو دیجئے اور اسے کچھ دیر بعد چھان لیجئے دن میں دو تین بار اس سے غرارے اور کلی کیجئے افاقہ ہوگا۔ سبز دھنیا لیجئے اور اس کا عرق نکال لیجئے۔ دن میں تین چار مرتبہ اسے ان چھالوں پر ملئے آرام ہوگا۔

انفلوئنزا سے شفا کے لیے : انفلوئنزا سے حفاظت اور شفا کے لیے آپ چائے بناتے وقت اس میں ذرا سا ادرک اور دار چینی ڈال دیں۔ صبح وشام اسے استعمال کیجئے، شفا نصیب ہوگی اور اگر انفلوئنزا کی وبا کے دنوں میں اسے احتیاطی تدبیر کے طور پر استعمال کیا جائے تو انفلوئنزا سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

کان کے درد سے شفا کے لیے : مولی کو باریک باریک ٹکڑوں میں کاٹ لیجئے اور پھر اسے سرسوں کے تیل میں ڈال کر خوب گرم کر کے رس نکال لیجئے اور پھر اس تیل کو کسی بھی شیشی میں محفوظ کرلیں۔ درد کے وقت کان میں چند قطرے ٹپکا لیجئے، شفا نصیب ہوگی۔

دانت کے کیڑے ختم کرنے کے لیے :

چمبیلی کے کچھ پتے لیجئے اور انہیں پانی میں اُبال لیجئے، ہر صبح نہار منہ اس پانی سے غرارے کیجئے۔ دانتوں کے کیڑے ختم ہوجائیں گے۔

دھوپ کا اثر چہرے سے ختم کرنے کے لیے : چہرہ اگر لو یا گرمی سے جھلس گیا ہو اور دھوپ میں گھومنے سے رنگ سیاہ ہوگیا ہو تو اسے درست کرنا مشکل نہیں ہے۔ چہرہ گرم پانی سے ہر روز دھولیا کیجئے اور پھر اس پر ٹماٹر کا رس ملئے۔ چہرہ پھول سا نکھر آئے گا۔

چمڑے سے پاؤں پر آبلہ پڑجائے تو اسے دور کرلیجئے : نیا جوتا اکثر پاؤں میں آبلہ ڈال دیتا ہے اور یہ آبلہ بے حد تکلیف دہ ہوتا ہے، ہرگز مت گھبرائیں۔ رات کو سوتے وقت اس آبلے پر انڈے کی سفیدی لگا دیجئے درد اور آبلے کو آرام مل جائے گا۔

سر اور کپڑوں میں جوئیں مارنے کا طریقہ: سر کو نہ دھونے اور کپڑے میلے رکھنے سے پسینے اور غلاظت کے باعث ان میں جوئیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ آپ ان سے بآسانی نجات پاسکتے ہیں۔ آپ کافور کے عرق کو تیل میں مل کر کے بالوں وغیرہ میں لگالیں، جوئیں فوراً مرجائیں گی۔

زہریلے جانور کے کاٹے سے شفایابی کے لیے : مولیوں کو کاٹ کر ان کا عرق کپڑے سے چھان کر نکال لیجئے اور دو تین بار روئی سے کاٹی ہوئی جگہ پر لگا دیجئے۔ ہر قسم کی تکلیف اور جلن ختم ہوجائے گی اور جس قدر مولی کا یہ عرق پرانا ہوگا اسی قدر تیر بہدف ہوگا۔

بچھو، بھڑ یا شہد کی مکھی وغیرہ زہریلے کیڑے نے اگر کاٹ لیا ہو تو پیاز کا عرق نکال لیجئے اور اسے اس کاٹی ہوئی جگہ پر لگا دیجئے اور کچھ پیاز کھا لیجئے شفا ہوجائے گی۔

بالوں کی خشکی دور کرنے کا طریقہ :

ناریل کے روغن میں لیموں کا ذرا سا عرق ملا لیجئے اور اسے سر پر مالش کیجئے۔ چند روز ایسا ہی کیجئے سر کی خشکی ختم ہوجائے گی۔

نیند لانے اور دماغ وآنکھوں کے سکون کے لیے : اپنے پاؤں کے تلوؤں پر خالص سرسوں کا تیل رات کو سوتے وقت ملئے اور چار پانچ منٹ ہر روز سونے سے قبل ایسا کیجئے، اس سے دماغ کو تراوٹ اور سکون ملے گا، نظر بڑھے گی اور سکون سے نیند آئے گی۔ یادداشت تیز کرنے کے لیے اس سے بہتر چٹکلہ اور کوئی نہیں۔

ہچکی کے لیے : ہچکی آرہی ہو تو اس کا سب سے مجرب علاج یہ ہے کہ پانی میں شکر ڈال کر اس کا شربت بنالیں اور پھر اسے پی لیں ہچکی ختم ہوجائے گی۔ ہچکی مسلسل آرہی ہو اور بند نہ ہوتی ہو تو آپ نرم گنے کی گنڈیریاں بنا لیجئے اور انہیں مسلسل چوسئے ہچکی بند ہوجائے گی۔ ذرا سی چینی کھا لینے سے بھی ہچکی بند ہوجاتی ہے۔

آواز بیٹھ جائے تو اسے دور کرنے کے لیے

آدھا کلو پانی میں ایک تولہ سونف ڈال کر اسے پکا لیجئے چوتھا حصہ رہ جانے پر اسے اتار لیجئے اور چھان کر اس میں طبیعت کی خواہش کے مطابق چینی ملا لیجئے اور اسے استعمال کیجئے۔ دو تین بار پینے سے شفا حاصل ہوگی۔ سونف ذرا ذرا سی منہ میں ڈال کر دن میں کئی بار چباتے اور اس کا رس پیتے رہنے سے گلا صاف ہوجائے گا۔

چہرے کی چھائیاں دور کرنے کے لیے :

سفید تل لیجئے اور اسے بھینس کے دودھ میں ڈال کر رگڑ لیں اور رات کو سوتے وقت چہرے پر مل لیں۔ صبح اٹھ کر اسے صابن سے صاف کرلیں۔ چھائیاں دور ہوجائیں گی اور چہرہ کھل جائے گا۔



NOVEMBER.indd 18 11/30/11 1:56 PM

عالمی خبریں

سعودی عرب کے ولی عہد کا انتقال

(1931ء۔22اکتوبر 2011ء)

ریاض: 86 سالہ سعودی عرب کے ولی عہد، نائب وزیراعظم، وزیر دفاع وہوابازی شہزادہ سلطان بن عبد العزیز السعود کا 22 اکتوبر کو امریکا میں انتقال ہوگیا، اِنا للہ وانا للہ اِلیہ راجعون۔ سلطان بن عبدالعزیز 5 جون 1931ء کو ریاض میں پیدا ہوئے، قرآن کریم اور عربی علوم کی تربیت جید علماء سے حاصل کی۔ انہوں نے سلطان بن عبد العزیز السعود رفاہی فاؤنڈیشن اور شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز پرائیویٹ چیرٹی بھی قائم کی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد سلطان مملکت کے متعدد اہم مناصب پر فائز رہے۔ 22 فروری 1947ء کو ریاض گورنر مقرر ہوئے، 24 دسمبر 1993ء کو وزیر زراعت اور 5 نومبر 1955ء کو وزیر مواصلات اور 21 اکتوبر 1962ء سے آپ وزیر دفاع اور ہوابازی کے منصب پر فائز تھے۔ وہ وزارتی ذمہ داریوں کے علاوہ 13 جون 1982ء سے نائب وزیراعظم کی ذمہ داریاں بھی ادا کررہے تھے۔ سلطان یکم اگست 2005ء کو ولی عہد مقرر ہوئے تھے۔

شہزادہ نائف ولی عہد مقرر

ریاض۔ سعودی عرب کے فرمان روا خادم الحرمین الشریفین ملک عبداللہ نے 1975ء سے وزیر داخلہ رہے 78 سالہ شہزادہ نائف کو نیا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ نائف بانی سعودی عرب کے 23 ویں فرزند ہیں۔ سعودی عرب پر تقریباً ایک صدی سے سعود خاندان کی حکومت ہے۔ شاہ عبدالعزیز بن سعود نے 1902ء میں اپنے مخالف قبیلے کو شکست دے کر جدید سعودی ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ 1933ء کی دہائی میں پیدا ہونے والے شہزادہ نائف ان سعودی شہزادوں میں سے ہیں جنہوں نے تیل کی دریافت سے قبل والے پسماندہ سعودی عرب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اسلام پسندوں کی شاندار کامیابی

تیونس تیونس کے انتخابات میں اسلام پسند پارٹی النھضۃ کو عظیم الشان کامیابی ملی۔ 1956 میں فرانس سے آزادی کے بعد ملک میں پہلی بار باضابطہ انتخابات ہوئے، اکتوبر میں آئین ساز اسمبلی کی 217 نشستوں کے لیے ووٹنگ ہوئی تھی جن میں سے 199 سیٹوں کے لیے اندرون ملک ووٹنگ ہوئی جبکہ 18 سیٹوں کے لیے یوروپی اور امریکی ممالک میں مقیم تیونس شہریوں نے ووٹ ڈالے۔ ملک میں 100 سے زائد اندراج جماعتوں میں سے 81 پارٹیوں نے الیکشن میں اپنے امیدوار اتارے۔ اس کے علاوہ آزاد امیدواروں کی بھی کثیر تعداد تھی 217 نشستوں میں سے النھضۃ نے 90 نشستیں حاصل کی ہیں جو نئے آئین کا مسودہ تیار کرے گی، ایک عبوری حکومت تشکیل دے گی اور نئے انتخابات کا پروگرام تیار کرے گی۔

تیونس میں حرکۃ النھضۃ الاسلامیۃ کی باضابطہ بنیاد 1981ء میں رکھی گئی پہلے اس کا نام اسلامی رجحان تحریک تھا۔ 1988ء میں اس کا نام تبدیل کردیا گیا اور حزب النھضۃ الاسلامیہ رکھا گیا۔ النھضۃ کے صدر ممتاز اسلامی مفکر راشد الغنوشی ہیں، سابق صدر زین العابدین کے مطلق العنانی کے دور میں الغنوشی دو دہوں تک جلاوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد تیونس واپس ہوئے ہیں۔

ہندوستان اور صنف نازک

دھلی ۔ ہندوستان میں اعداد وشمار کے مطابق تقریباً 368 ملین خواتین ہیں جس میں 80 ملین مسلم خواتین ہیں 278 ملین خواتین گاؤں میں آباد ہیں 80 % سے زیادہ خواتین خون کی کمی کا شکار ہیں صرف 62.2% خواتین صاف اور محفوظ پانی پیتی ہیں، 78 % خواتین کھیتوں میں اور 22.5 خواتین دفتروں میں کام میں کرتی ہیں۔ ہر سال تقریباً ایک لاکھ خواتین حمل کی پیچیدگیوں کی وجہ سے موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں۔ اقوام متحدہ میں پیش ہونے والی رپورٹ کے مطابق 100 مردوں میں صرف 93 خواتین صحت مند ہیں جبکہ یوروپی اور مغربی ممالک میں یہی تناسب 105:100 ہے۔ اس کے باوجود ہندوستانی خواتین نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کے مسائل کو سمجھا جائے اور اس کو حل کرنے کی مناسب کوشش کی جائے۔

ٹکنالوجی کا میدان خالی ہوا

1955ء میں پیدا ہونے والا کمپیوٹر ساز کمپنی ایپل کا بانی (Steve jobs) 15 اکتوبر کی شام 56 سال کی عمر کی میں چل بسا، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، آئی فون سمیت 338 ایجادات ان سے منسوب ہیں۔ انہوں نے یکم اپریل 1976ء میں ایپل کمپیوٹر کی بنیاد رکھی، کھانے میں سیب پسند تھا اس لیے ایجاد کردہ کمپیوٹر کو بھی ایپل کا نام دیا۔ بچپن میں والدین کا انتقال ہوگیا، کسی اور نے انہیں گود لے لیا۔ زندگی کے کچھ لمحات سڑکوں پر گزارے۔ یہ پیدائشی ذہین تھے، 2006ء میں انہیں جگر کے سرطان کا عارضہ ہوا تھا، لیکن اس کے باوجود اپنے کام میں لگے رہے اور آئی فون بیماری کی حالت میں ہی ایجاد کیا۔

محمد خالد اعظمی (کویت)
taleem95@hotmail.com

امن کا نوبل انعام حاصل کرنے والی پہلی مسلم عرب خاتون

اوسلو۔ 7 اکتوبر کو نوبل امن انعام برائے 2011ء تین خواتین کو انسانی حقوق کی پاسداری، ان کے حقوق کے تحفظ اور تشدد کے خاتمے کے لیے جدوجہد کے اعتراف میں دیا۔ انعام یافتہ دو خواتین کا تعلق افریقی ملک لائبیریا سے ہے تو تیسری خاتون کا یمن سے۔ یمن کی خاتون توکل کرمان یمن کی انسانی حقوق کی علمبردار ہیں جو صدر علی عبداللہ صالح کے خلاف جاری عوامی تحریک میں پیش پیش ہیں۔ ان تینوں خواتین میں 15 لاکھ ڈالرز کی انعامی رقم برابر تقسیم کی گئی۔

یمن سے تعلق رکھنے والی 32 سالہ صحافی اور حقوق نسواں کی علمبردار کرمان تین بچوں کی ماں ہیں، گزشتہ پانچ سالوں سے یمن میں عورتوں کے حقوق اور سیاسی قیدیوں کی رہائی کے لیے جدوجہد کررہی ہیں، ساتھ ہی عورتوں کی شادی کی عمر بڑھانے کے لیے بھی جدوجہد کرتی رہی ہیں اور اس کی وجہ سے وہ کئی بار جیل بھی جاچکی ہیں۔

پوپ کی شرمندگی

اسیسی (اٹلی) ۔ پوپ بینیڈکٹ نے عالمی بین مذہبی میٹنگ کے صدارتی خطاب میں تسلیم کیا ہے کہ عیسائیوں نے اپنی طویل تاریخ میں طاقت کا استعمال کیا۔ انہوں نے دیگر مذہبی رہنماؤں کے ساتھ مل کر اللہ کے نام پر تشدد اور دہشت گردی کی مذمت کی ہے۔ پوپ نے دنیا بھر سے تقریباً 300 عیسائی یہودی، مسلم، ہندو، اور دیگر مذہبی رہنماؤں کو مدعو کیا تھا۔

85 سالہ سعودی خاتون کا حفظ قرآن

ریاض۔ سعودی عرب میں ایک پچاسی سالہ خاتون نے قرآن مجید حفظ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے، اگرچہ وہ اپنے بچپن میں کبھی اسکول نہ جاسکی تھیں، اور ناخواندہ ہونے کے ساتھ پیرانہ سالی میں امراض قلب اور ذیابطیس سے متاثر ہیں لیکن ان کی ایمانی حرارت اور حفظ قرآن کے شوق میں کوئی کمی نہیں آئی ہے اور آج ان کا حال یہ ہے کہ حفظ قرآن کے کلاس میں باضابطہ شریک ہورہی ہیں اور کوشش کررہی ہیں کہ کسی طرح سے اب وہ قرآن مقدس جیسی عظیم الشان کتاب کو عمر کے آخری مرحلہ میں حفظ کرلیں۔

NOVEMBER.indd 19 11/30/11 1:56 PM

وژن2016ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی تعلیمی ،سماجی اور اقتصادی نشأۃ ثانیہ کی نقیب
پروفیسر صدیق حسن عبد اللہ جنرل سکریٹری ہیومن ویلفیئر فاؤنڈیشن کا خطاب



کویت:: انڈین مسلم ایسوسی ایشن (IMA) کویت کی طرف سے منعقدہ معززین کمیونٹی تعارفی پروگرام میں ہندوستان سے آئے ہوئے معزز مہمان جناب ایس ۔کے صدیق حسن ۔نائب امیر جماعت اسلامی ہند، اور جنرل سکریٹری ہیومن ویلفیئر فاؤنڈیشن دہلی نے انڈین کمیونٹی کے مختلف پروگرام کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مشرا کمیشن اور سچر رپورٹ کے ذریعہ یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بہت پیچھے ہیں۔انہوں نے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ شمالی ہند کی ریاستوں کی حالت کچھ زیادہ ہی ابتر ہے ۔دہلی سے ملحق ہونے کے باوجود ہریانہ جیسی ریاست میں صرف 8 فیصد مسلم طلباء ہائی اسکول میں داخلہ لیتے ہیں ۔غربت کی وجہ سے مسلم قوم کے نوجوان اسلام سے پھر رہے ہیں ۔وژن کا قیام 2006ء میں ہوا تھا، پانچ سال گزرنے کے بعد وژن پروگرام نے بہت سارے سنگہائے میل طے کیے ہیں۔

انڈین مسلم ایسوسی ایشن (IMA) کے ایک پروگرام میں پروفیسر صدیق نے ''تحریک اسلامی' خدمت خلق اور ہماری پیش رفت'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خدمت خلق ایک اہم اور بہت ہی عظیم کام ہے اور جو لوگ اس میدان میں کام کر رہے ہیں وہ بہت ہی خوش نصیب ہیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''جس کو دوسرے کے درد کا احساس نہیں، جس کا دل دوسرے کی تکلیف دیکھ کر نہیں پسیجتا وہ ہرگز اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں''۔خدمت خلق کا مطلب ہے مخلوق خدا کے حقوق کی ادائیگی۔ہیومن ویلفیئر فاؤنڈیشن نے چند سالوں میں جتنے عظیم کام کیے ہیں اسے آپ اپنی نظروں سے دیکھ سکتے ہیں۔مزید پروفیسر ایس ۔کے صدیق حسن نے تحریک اسلامی کا تعارف کرایا، اور خدمت خلق کے میدان میں کیا کیا پیش رفت ہوئی ہے اس کو بھی بیان کیا۔

جناب رضوان رفیقی فلاحی فاؤنڈیشن کے منیجر نے ''خدمت خلق دعوت دین کا اہم ذریعہ'' کے موضوع پر خطاب کیا جس میں انہوں نے فرمایا کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ ہمدردی کی تعلیم دی ہے، ضرورت پڑنے پر ان کی مالی مدد کی تلقین فرمائی ہے۔اس حسن سلوک کا سب سے بڑا مقصد تبلیغ اسلام ہے کہ وہ مسلمانوں کے حسن اخلاق اور اچھے برتاؤ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیں۔خدمت کی وہ تمام صورتیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں غیر مسلموں کے لئے بھی روا ہیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''وہ شخص مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہ جائے''۔کیونکہ دنیا میں وہی قومیں فلاح وکامرانی سے ہمکنار ہوتی ہیں، جن کے افراد میں خدمت خلق اور ایثار وقربانی کے جذبات موجزن ہوتے ہیں اور اسلام کے ابتدائی دور میں ہمیں مسلمان ان خوبیوں کے بدرجہ اتم مالک نظر آتے ہیں اسی لیے وہ کامیاب تھے۔

(IMA) اور (KIG) کے تعاون سے منعقدہ ایک پرہجوم پریس کانفرنس کو پروفیسر صدیق نے خطاب کیا جس میں عربی، ہندی اور ملیالی زبان کی کثیر تعداد کے صحافیوں نے شرکت کی، اس پریس کانفرنس میں وژن ۲۰۱۶ء کے متعلق سیر حاصل گفتگو کی۔پروفیسر ایس ۔کے صدیق حسن نے فیڈریشن آف انڈین مسلم ایسوسی ایشن (FIMA) کے ذمہ داروں سے بھی ملاقات کی۔تمام پروگرام میں انڈین مسلم ایسوسی ایشن کے صدر محمد اسلم، سکریٹری احمد علی، کیرالا اسلامک گروپ کے صدر فیصل مجبری نے بھی خطاب کیا۔نظامت کے فرائض پریس کانفرنس اور معززین جالیات میں مشہور داعی اور مقرر جناب شرف الدین نے انجام دی۔(رپورٹ: محمد خالد اعظمی)

ہجری سال نو کی مناسبت سے نومسلموں کے لیے منعقدہ تربیتی پروگرام





حسب روایت امسال ہجری سال نو کی مناسبت سے 29 ذوالحجہ کو جمعہ کی شام ہندی زبان کے نومسلم بھائیوں کے لیے السوق الکبیر پارک میں ایک تربیتی پروگرام کا نظم کیا گیا جس میں سال نو کا پیغام، ماہ محرم کی فضیلت، سیدنا موسی علیہ السلام اور فرعون کے قصے، ہجرت نبوی ﷺ سے حاصل ہونے والے دروس واسباق اور مدینہ میں مواخات کے اثرات' جیسے موضوعات پر مولانا صفات عالم تیمی، مولانا اسلام الدین ریاضی اور ابراہیم بھائی نے نومسلموں کو خطاب فرمایا، اس کے بعد بعض نومسلموں سے ان کے قبول اسلام کے بعد کی زندگی سے متعلق ایمان افروز باتیں سنی گئیں۔شام ۷ بجے یہ ایمانی پروگرام عشائیہ پر اختتام پذیر ہوا۔

NOVEMBER.indd 20 11/30/11 1:56 PM

تیسرا عالمی مشاعرہ 2011

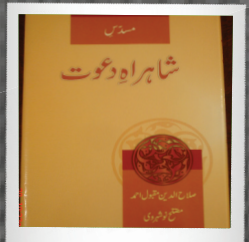
انجمن فروغ اردو ادب کویت کے زیر اہتمام سوئس بل پلازہ ہوٹل کے خوبصورت ہال میں منعقدہ عالمی مشاعرہ 2011

انجمن فروغ اردو ادب کویت کے زیر اہتمام سوئس بل پلازہ ہوٹل کے خوبصورت ہال میں ۱۰ نومبر ۲۰۱۱ کی شام تیسرا عالمی مشاعرہ منعقد ہوا جس میں سفیر پاکستان عزت مآب جناب افتخار عزیز عباسی محترمہ صالحہ جواد موسیٰ، جرمنی سے تشریف لانے والے معروف شاعر شفیق مراد اور قطر سے تشریف لانے والے شاعر نبیل عزیز کے علاوہ کویت میں مقیم پاک و ہند کے مایہ ناز شعراء اور سامعین کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ سامعین سے پورا ہال کھچا کھچ بھرا تھا۔ بزم مشاعرہ کے پہلے حصے میں مزاحیہ شعراء نے ''ہنسنا منع ہے'' کے تحت اپنا کلام پیش کیا۔ اور دوسرے حصہ میں کویت و بیرون کویت کے ممتاز شعراء نے اپنا اپنا کلام پیش کیا اور سامعین سے خوب داد حاصل کی۔ پروگرام کے اخیر میں جناب عبداللہ عباسی بانی اور صدر انجمن فروغ اردو ادب نے مہمان شعراء کو یادگار شیلڈ سے نوازا۔






شیخ صلاح الدین مقبول احمد کی ''مسدس شاہراہ دعوت''



ایک عرصہ سے کویت میں مقیم برصغیر کے عظیم اسکالر اور جید عالم دین فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول احمد صاحب حفظہ اللہ کو ہم عربی زبان میں محقق، مؤلف، داعی اور اسکالر کی حیثیت سے تو جانتے تھے تاہم یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اردو زبان کے قادر الکلام شاعر بھی ہیں یوں تو بچپن سے ہی ان کا مزاج شعر گوئی کی طرف مائل تھا، لیکن اعلیٰ تعلیم کے لیے مدینہ یونیورسٹی جانے لگے تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ ان کی شعر گوئی کا جذبہ ختم ہوجائے اور یہ دعا قبول ہوئی، اللہ جزائے خیر دے برصغیر کے معروف مؤرخ علامہ محمد اسحاق بھٹی صاحب کو کہ انہوں نے اپنی کتاب ''دبستانِ حدیث'' میں موصوف کی زندگی کے بعض گوشوں کو اجاگر کرتے ہوئے اس ضمن میں انکے ذوق شاعری پر تبصرہ کیا اور انہیں عربی کے ساتھ اردو نظم میں بھی خدمات انجام دینے کی تاکید کی۔ پھر کیا تھا، مذکورہ کتاب کے منظر عام پر آتے ہی موصوف کے ذوق شاعری نے دوبارہ سر اٹھایا اور چند مہینوں کے اندر ''مسدس شاہراہ دعوت'' کے پیکر میں ڈھل کر دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوگئی۔ '' 278 مسدس یعنی 834 ابیات پر مشتمل یہ کتاب اسلامی افکار کا ایک حسین مجموعہ ہے۔'' پاکیزہ شاعری کی اہمیت وضرورت پر زور دیتے ہوئے انہوں نے جن موضوعات کو نظم کے لیے انتخاب کیا ہے وہ خالص اسلامی ہیں مثلاً ایمانیات، صفات باری تعالیٰ، رسالت، صحابہ کرام، محاسن اسلام، اسلام پر مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات، محدثین کی مساعی جمیلہ، اہل حدیث کے فضائل ومحاسن اور فقہائے کرام اور ان کی مساعی جمیلہ وغیرہ۔ مسدس پر تین بڑی شخصیات علامہ محمد اسحاق بھٹی، علامہ ابن احمد نقوی اور مولانا عبدالعلیم ماہر کے اعتراف نامے اور علمی تبرکات نے اس کی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے۔ معروف ادیب اور صحافی سہیل انجم مسدس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا نے موصوف نے ایک طویل عرصے تک شاعری ترک کر کے اپنے ساتھ ناانصافی کی ہو یا نہ کی ہو دنیائے شعر وادب کے ساتھ ناانصافی ضرور کی ہے''۔

''محبت وہم ہے شاید'' کی شاندار تقریب رونمائی



کویت پاکستان فرینڈشپ ایسوسی ایشن کے زیر انتظام انٹرنیشنل سکول وکالج آف پاکستان، کویت کے مرکزی ہال میں ادارہ ھذا کے لائبریرین کاشف کمال کے پہلے شعری مجموعہ ''محبت وہم ہے شاید'' کی تقریبِ رونمائی منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ''کے پی ایف اے'' کے صدر نشین جناب رانا اعجاز حسین نے فرمائی مہمانِ اعزازی پرنسپل انٹرنیشنل سکول وکالج کویت، کرنل (ر) انجم مسعود جبکہ مہمانِ خصوصی کے فرائض سفیرِ پاکستان عزت مآب جناب افتخار عزیز عباسی نے ادا کیے۔ اس مناسبت سے پروفیسر ریاض احمد قادری، ڈاکٹر ریاض مجید اور معروف شاعر و کالم نگار عطاء الحق قاسمی کے ویڈیو تاثرات بڑی سکرین پر دکھائے گئے جنہوں نے نقد ونظر کے حوالے سے کاشف کمال کی شاعری کا احاطہ کیا اور ان کی کتاب کے اجراء پر اُن کو مبارکباد پیش کی۔ اس کے بعد مرزا عبدالقدوس نے اپنا مقالہ پیش کیا انہوں نے مختصر مگر جامع انداز میں کاشف کی شاعری کا احاطہ کیا اور ان کا شعری مستقبل روشن ہونے کی نوید سنائی۔ بعد میں کویت یونیورسٹی کے پروفیسر تسلیم اکبر شاہ نے اپنے مقالے میں کاشف کمال کی شاعری پر علامہ اقبال کے رنگ کی وضاحت کی، کہ انہوں نے اقبال کی شاعری سے اپنی شاعری کا چراغ روشن کیا ہے۔ ازاں بعد پرنسپل آکسفورڈ سکول، محترمہ غزالہ بانو نے اپنے مقالے میں ''محبت وہم ہے شاید'' کی شاعری کو ہر طبقہ فکر کے لئے موزوں قرار دیا۔ ادارہ ھذا کے پرنسپل کرنل (ر) انجم مسعود نے کاشف کمال کی پیشہ ورانہ قابلیت اور شاعرانہ صلاحیت کا فخریہ انداز سے ذکر کیا اور کہا کہ ان کی کتاب کی اشاعت سے ان کے ادارے کی عزت وتوقیر میں اضافہ ہوا ہے۔ آخر میں کاشف کے دوستوں محمد ارشد بھٹی، محمد ندیم مغل اور میاں ریحان لطیف نے حقِ دوستی کے اظہار میں خوبصورت شیلڈ کاشف کمال کو پیش کی۔



ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت اردو مجلّہ ہے۔

اس میں اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates ❖ Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

Contact:

Email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No. 22444117 ext.104, 97257389

NOVEMBER.indd 22 11/30/11 1:57 PM